تَأمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

(آل عمران)

مجلس انصاراللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصاراللہ ربوہ

امان ۱۳۶۳ ہش / مارچ ۱۹۸۴ء

شرحِ چندہ

پاکستان :- ۲۰ روپے سالانہ

فی پرچہ :- دو روپے صرف

ایڈیٹر غلام باری سیف

مَا اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ
وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا

مسلمان کی شفقت

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جماعت کو مسلسل اسلامی اخلاق کی طرف توجہ دلا رہے ہیں۔ امام ترمذی علیہ الرحمۃ نے ابواب البرّ والصلۃ اور ابواب الآداب میں اس بارہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو جمع کیا ہے "مسلمان کی مسلمان پر شفقت" کے تحت آپ تین احادیث لائے ہیں:۔

(۱)۔ حضرت ابوہریرۃؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان مسلمان کا بھائی ہے اس لئے نہ اس سے خیانت کرے نہ اُس سے جھوٹ بولے نہ اُسے بے یارو مددگار چھوڑے مسلمان کا سب کچھ مسلمان پر حرام ہے۔ اس کی عزت، اس کا خون، اس کا مال۔ تقویٰ کا محل دل ہے۔ آدمی کا یہی گناہ کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر جانے۔

(۲)۔ ابوموسیٰ اشعری سے روایت ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مومن مومن کیلئے عمارت کی مانند ہے کہ ایک اینٹ دوسری کے لئے مضبوطی کا باعث ہے۔

(۳)۔ حضرت ابوہریرۃؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم اپنے بھائی کیلئے بمنزلہ آئینہ ہو۔ اگر کوئی ناپسندیدہ بات دیکھے تو اُس کو دُور کردے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اللہ نے مجھے جامع کلام کا وصف عطا فرمایا ہے۔ آپ کے کلمات و ارشادات بہت معنی خیز ہیں۔ چند الفاظ میں حکمت کا دریا بند ہوتا ہے۔ پہلی حدیث بہت واضح ہے۔ کاش امّت اس پر عمل کرے۔ دوسری حدیث یہ ظاہر کرتی ہے کہ اُمت کے کسی فرد، حزب کی کمزوری تم پر اثر انداز ہوگی۔ اس لئے اگر اپنے آپ کو مضبوط کرنا چاہتے ہو تو دوسرے کو مضبوط کرو۔ مکان کی ایک اینٹ اپنی جگہ سے ہلی تو عمارت کی کمزوری کا باعث ہوگا۔

آخری حدیث میں بتلایا کہ کسی میں کوئی کمزوری دیکھو تو یہ سمجھو تم نے آئینہ میں اپنا چہرہ دیکھا اپنی اصلاح کی کوشش کرو۔ دوسرے میں عیب نظر آئے تو آئینہ کی طرح اس کو اصلاح کی طرف توجہ دلاؤ۔ ڈھول بن کر اس کا ڈھنڈورا نہ پیٹو۔ خاموشی سے اُسے توجہ دلا دو۔

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

صد سالہ احمدیہ جوبلی منصوبہ کے شیریں ثمرات

مکرم مسعود احمد صاحب جہلمی وکیل التبشیر تحریک جدید نے یہ مقالہ اجتماع انصار اللہ مرکزیہ ۱۹۸۳ء میں پیش کیا ــــ (ادارہ)

خاکسار کو اس وقت صد سالہ احمدیہ جوبلی منصوبہ کے شیریں ثمرات کے متعلق مختصراً بیان کرنا ہے۔

قبل اس کے کہ صد سالہ احمدیہ جوبلی منصوبہ کے شیریں ثمرات کو بیان کیا جائے یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس بابرکت منصوبہ کا پس منظر، اس کے معرضِ وجود میں آنے کے محرکات اور اس منصوبہ کے نمایاں خدوخال آپ کے سامنے پیش کئے جائیں۔

اس منصوبہ کے متوقع وسیع تر اغراض ومقاصد کو سامنے رکھتے ہوئے اس منصوبہ کے ذریعہ خدا تعالیٰ کے فضل سے اب تک حاصل ہونے والے شیریں ثمرات کا جائزہ جہاں ہمارے سر عجز و نیاز کو اللہ تعالیٰ کے آستانہ پر جھکا دیتا ہے۔ وہاں ہمارے دلوں میں یہ یقین محکم تر ہو جاتا ہے کہ جماعتِ احمدیہ کے دوسرے دینی منصوبوں کی طرح اشاعتِ اسلام کی یہ مہم بھی اس زمانہ میں غلبۂ اسلام کے لئے الٰہی تقدیروں میں سے ایک تقدیر ہے۔ جسے خدا تعالیٰ کی غیر معمولی تائید و نصرت حاصل ہے۔

صد سالہ احمدیہ جوبلی کا منصوبہ خلافتِ ثالثہ کے بابرکت کارناموں میں سرِ فہرست ہے۔ اس منصوبہ کا اعلان حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے ۱۹۷۳ء کے جلسہ سالانہ پر فرمایا تھا جس کے ذریعہ سولہ سال یعنی ۱۹۸۹ء میں جماعت احمدیہ کے قیام پر سو سال پورے ہونے پر صد سالہ جوبلی منانے کا ایک منصوبہ پیش کیا۔ اس منصوبہ کی غرض جماعتِ احمدیہ کی سو سالہ جوبلی کو شایانِ شان طریقہ سے منانا ہے۔ اور سولہ سالوں پر محیط اس منصوبہ کے بنیادی عناصر اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ دعاؤں کے ساتھ قربانیوں کے حقیر تحفے ہیں۔

اس منصوبہ کے روحانی پروگرام کے ذریعہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے جماعت کے ہر فرد کو خواہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا، مرد ہو یا عورت یہ تحریک فرمائی کہ وہ ذکرِ الٰہی۔ عاجزانہ دعاؤں، نفلی روزوں اور نوافل کی ادائیگی کے ذریعہ اپنے اندر پاک تبدیلی اور روحانی انقلاب برپا کریں تاکہ غلبۂ اسلام کے متعلق اللہ تعالیٰ اپنے وعدوں کو جلد پورا فرمائے۔ وذالك تقدير العزيز العليم۔

جماعت احمدیہ کے قیام پر سو سال پورا ہونے پر ایک جوبلی کے منانے کی خواہش کا اظہار اوّلاً حضرت مصلح الموعودؓ نے فرمایا تھا۔ چنانچہ تاریخِ احمدیت کی جلد ہشتم کے دیباچہ میں حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب تحریر فرماتے ہیں:۔

"۱۹۳۹ء میں خلافتِ ثانیہ کی برکات پر ربع صدی کے عرصہ کی تکمیل ہونے کے پیشِ نظر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی خدمتِ اقدس میں شکرانہ کے طور پر خلافت جوبلی منانے کی اجازت کی درخواست گذارش کی گئی حضور نے فرمایا خلافت کی جوبلی منانے میں تو شائد مجھے تامّل ہوتا لیکن ۱۹۳۹ء میں ہی سلسلہ کے بھی پچاس سال پورے ہوں گے۔ اس لحاظ سے

جوبلی منانے کی اجازت ہے اور اس سلسلہ میں یہ ارشاد بھی فرمایا سلسلہ کے سَو سال پُورے ہونے پر بڑی شان سے جوبلی منانا۔"

پھر اسی طرح پر ۱۹۵۶ء میں حضرت مُصلح الموعودؓ نے فرمایا :-

"سَو سال کی جوبلی بڑی جوبلی ہوتی ہے۔ جب جماعت کو وہ دن دیکھنے کا موقع ملے تو اس کا فرض ہے کہ وہ یہ جوبلی منائے۔ اَب تک انہوں نے ۶۷ سال کا عرصہ دیکھا ہے۔ اور ۴۳ سال کے بعد سَو سال کا زمانہ پُورا ہو جائے گا۔ اس وقت جماعت کا فرض ہوگا کہ وہ ایک عظیم الشّان جوبلی منائے۔ اِس سو سال کے عرصہ میں سارے پاکستان کو خواہ وہ مغربی ہو یا مشرقی ہم نے احمدی بنانا ہے۔ اس کے بعد جو لوگ زندہ رہیں گے وہ انشاء اللہ وہ دن بھی دیکھ لیں گے جب ساری دُنیا میں احمدی ہی احمدی ہوں گے۔" (الفضل ۱۷ جنوری ۱۹۵۶ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے ۱۹۷۳ء کے جلسہ سالانہ پر صد سالہ جوبلی کے منصوبہ کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا :-

"حضرت مصلح موعودؓ کی یہ خواہش تھی کہ جماعت صد سالہ جشن منائے۔ یعنی وہ لوگ جن کو سَوواں سال دیکھنا نصیب ہو وہ صد سالہ جشن منائیں۔ اور مَیں اپنی بھی اس خواہش کا اظہار کرتا ہوں کہ صد سالہ جشن منایا جائے۔ اس کے لئے میرے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی اور مَیں نے بڑی دُعاؤں کے بعد اور بڑے غور کے بعد تاریخ احمدیت سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ اگلے چند سال جو صدی پورا ہونے سے قبل باقی رہ گئے ہیں۔ وہ ہمارے لئے بڑی ہی اہمیت کے حامل ہیں۔ اس عرصہ میں ہماری طرف سے اس قدر کوشش اور اللہ کے حضور اس قدر دُعائیں ہونی چاہئیں کہ اُس کی رحمتیں ہماری تدابیر کو کامیاب بنانے والی بن جائیں۔ اور پھر جب ہم یہ صدی پُوری کریں اور صد سالہ جشن منائیں تو اس وقت دُنیا کے حالات ایسے ہوں جیسا کہ ہماری خواہش ہے کہ ایک صدی گذرنے کے بعد ہونے چاہئیں۔ اور جیسا کہ اللہ کا منشاء ہے کہ یہ جماعت اس کے حضور قربانیاں پیش کرکے غلبہ اسلام کے ایسے سامان پیدا کر دے۔ اُسی کے فضل اور اُسی کی دی ہوئی عقل اور فہم سے اور اُسی کے سمجھائے ہوئے منصوبوں کے نتیجہ میں اور دُنیا کے وہ لوگ بھی جنہیں اس وقت اسلام سے دلچسپی نہیں ہے۔ اور وہ بھی یہ سمجھنے لگیں کہ اَب اسلام کے آخری اور کامل غلبہ میں کوئی شک باقی نہیں رہ گیا ہے۔ یہ انتہائی کوشش جو آج کا دن اور آج کا سال ہم سے مطالبہ کرتا ہے۔ اس آخری کوشش کے لئے ہمیں کچھ سوچنا ہے اور پھر سب نے مل کر بہت کچھ کرنا ہے۔" (غیر مطبوعہ)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے اس منصوبہ کو اللہ تعالیٰ کی حمد اور اشاعت اسلام کے لئے اس کی دی ہوئی توفیق کے ساتھ جماعت احمدیّہ کی طرف سے مزید قربانیوں کے پیش کرنے کے عزم کی علامت قرار دیا ہے۔ اور فرمایا :-

"اَب اللہ تعالیٰ کی حمد کے ترانے گانے کے لئے کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمتوں سے پوری ایک صدی تک نوازتا چلا گیا۔ ہم نے صد سالہ جشن منانا ہے۔ دوسرے ہم نے اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزی کے ساتھ سر جھکاتے ہوئے اپنے اس

عزم کا اعلان کرنا ہے کہ اے ہمارے ربّ ہم اپنی کمزوریوں کے باوجود تجھ سے یہ عہد کرتے ہیں کہ جس طرح ہم نے تھوڑے ہوتے ہوئے، پورے ایک سو سال تک تیری راہ میں قربانیاں دیں تاکہ تیرا دین غالب آئے اس کا ایک مرحلہ طے ہوگیا۔ اسلام کی جو آخری جنگ ہے اور ساری دُنیا پہ اسلام نے قیامت تک غالب آنا ہے اِسے تاریخ کی ایک کتاب سمجھیں تو اس کا ایک باب اس صدی کے اختتام پر ہوگا۔ اور پھر ایک دوسرا باب کھُلے گا اور ہم نے اپنے ربّ کے حضور اس موقع پر اس عزم کا اظہار کرنا ہے کہ پہلی صدی میں ہم نے بنیادیں بنائیں۔ کچھ عمارتیں بھی کھڑی کیں لیکن ابھی اسلام کی عمارت اتنی بلند نہیں ہوئی اور نہ اس میں اتنی وسعت پیدا ہوئی ہے کہ اس میں ساری دُنیا سما سکے۔"

(غیر مطبوعہ)

پس جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اس عظیم الشان منصوبہ کے دو ماٹو ہیں۔ ایک حمد باری تعالےٰ اور دوسرا عزم — حمد کی وضاحت کرتے ہوئے حضور نے فرمایا:-

"ہمارے دل اللہ تعالیٰ کی حمد سے معمور ہیں اور اس کے فضل سے انشاء اللہ تعالیٰ معمور رہیں گے۔ جب تک دُنیا کا خاتمہ نہ ہو جائے۔ اور اسلام دُنیا میں غالب آکر نوعِ انسانی میں سے ہر فرد کو اپنے احاطہ میں لے کر اس کی زندگی کو حقیقی انسانی زندگی بنا کر کامیاب نہیں ہو جاتا۔"

اس منصوبہ کے دوسرے ماٹو عزم کی تشریح کرتے ہوئے حضور فرماتے ہیں:-

"عزم کے محل استوار کرنا ہماری صفت ہے۔ اور اس سے ہی عظیم جدوجہد اور کوشش کے حسین اور وفا احسان دھارے پھوٹ نکلتے ہیں جو راہ کے ہر خس و خاشاک کو بہا کر لے جاتے ہیں۔ اور مردِ مومن مسلم مجاہد اپنے مقصود کو پالیتا ہے۔ اور جس وقت یہ حقیقت انسان کے سامنے آتی ہے تو کمزور انسان بھی ایک پختہ اور مضبوط مقام پر کھڑا ہو جاتا ہے۔ اس کو ہم عزم کہتے ہیں۔" (الفضل ۲۷/۱ — خطبہ جمعہ ۱۸/۱)

اس پس منظر میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے جماعت کے سامنے صد سالہ جوبلی کا منصوبہ پیش فرمایا اور اس کے عملی اور رُوحانی پروگرام کے علاوہ جماعت کو مالی قربانیاں پیش کرنے کی تحریک بھی فرمائی۔ فرمایا:-

"مَیں نے جماعت کے سامنے جو منصوبہ پیش کیا تھا اس کو ہم صد سالہ احمدیہ جوبلی منصوبہ کہیں گے اور اس منصوبہ کی تکمیل کے لئے مَیں نے مالی قربانیوں کی جو تحریک کی تھی اُسے ہم صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ کا نام دیں گے۔"

(الفضل ۱۰ فروری ۱۹۷۴ء)

ابتدا میں حضور نے ۲½ کروڑ روپے کی تحریک فرمائی اور ساتھ ہی فرمایا کہ مجھے خداوند کریم پر مکمّل بھروسہ ہے کہ وہ جماعت کو توفیق عطا فرمائے گا کہ ۵ کروڑ پیش کر دے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیاری جماعت کو خلیفۃ المسیح کی توقع سے بڑھ کر قربانی پیش کرنے

[illegible]
[illegible]
[illegible]

ނަމޫނާ

- [illegible]
- [illegible]
- [illegible]
- [illegible]
- [illegible]
- [illegible]
- [illegible]
- [illegible]

[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]

وعدوں کو ہمیں اپنی آنکھوں سے دیکھنے کی توفیق عطا فرما رہا ہے۔ اس سکیم کی ساری تفصیلات اور ان کی جزئیات کو اس وقت بیان کرنا ممکن نہیں۔ تاہم اس منصوبہ کے تحت اب تک حاصل ہونے والے شیریں ثمرات کی ایک جھلک احباب کی خدمت میں پیش ہے:۔

۱۔ سویڈن میں مسجد کی تعمیر

اس منصوبہ کا پہلا شیریں ثمر یورپ کے ملک سویڈن کے ایک اہم شہر گوٹن برگ میں مسجد ناصر کی تعمیر ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے ۲۷ ستمبر ۱۹۷۵ء کو اپنے دستِ مبارک سے اس مسجد کا سنگ بنیاد رکھا۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے ایک سال کے اندر یہ مسجد تعمیر ہوگئی اور ۲۰ اگست ۱۹۷۶ء کو حضورؒ نے بنفسِ نفیس وہاں پر تشریف لیجا کر اس مسجد کا افتتاح کیا۔ اس مسجد کے قیام کے ساتھ سویڈن میں جماعت احمدیہ خدا تعالےٰ کے فضل سے مضبوط بنیادوں پہ قائم ہوگئی۔ فالحمد للّٰہ علیٰ ذالک۔

۲۔ سرینگر میں مسجد کی تعمیر

جماعت احمدیہ ہندوستان کو خدا تعالیٰ نے یہ توفیق عطا فرمائی ہے کہ صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ سے سرینگر میں ایک نہایت باموقع جگہ پر ایک خوشنما مسجد اور مشن ہاؤس تعمیر کیا ہے۔ جیسا کہ احباب جانتے ہیں۔ کچھ عرصہ سے سرینگر میں موجود حضرت مسیح علیہ السلام کی قبر دُنیا بھر کے محققین اور زائرین کی توجہ کا مرکز بنی ہوئی ہے۔ اور اس قبر کو دیکھنے کے لئے یورپ، امریکہ اور دوسرے ممالک سے آنے والے زائرین کی تعداد میں سال بہ سال اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔ یہ زائرین احمدیہ مشن ہاؤس میں بھی آتے ہیں۔ جہاں سے انہیں اسلام اور قبرِ مسیح کے متعلق لٹریچر مہیا کیا جاتا ہے۔

۳۔ کسرِ صلیب کانفرنس

اس منصوبہ کا ایک شیریں ثمر ۱۹۷۸ء میں لنڈن کے مقام پہ بین الاقوامی کسرِ صلیب کانفرنس کا انعقاد ہے۔ اس موقع پہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے دنیا بھر کے عیسائیوں کو تبادلۂ خیال کی دعوت دی۔ تبلیغِ اسلام کی علمبردار جماعت احمدیہ کے سربراہ کی طرف سے اس دعوت سے ایوانِ کلیسا میں کھلبلی مچ گئی۔ عیسائی حلقوں کی طرف سے سرد مہری نے یہ ثابت کر دکھایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مقام کے بارہ میں اسلام اور احمدیت کے مؤقف کا مقابلہ وہ نہیں کر سکتے۔ مختلف ذرائع ابلاغ کے ذریعہ اس کانفرنس کی جو تشہیر ہوئی ایک محتاط اندازے کے مطابق اس سے تقریباً ۱۴ کروڑ انسانوں تک اسلام کا پیغام پہنچا۔ فالحمد للّٰہ علیٰ ذالک۔

۴ - تاگویا اور اوسلو میں عُمدہ عمارات

اس منصوبہ کے تحت جاپان میں تاگویا کے مقام پر ناروے میں اوسلو کے مقام پر خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت کو عُمدہ عمارات خریدنے کی توفیق عطا ہوئی ہے جن کے ذریعہ تبلیغِ اسلام کا کام زیادہ عُمدگی سے سرانجام پانے لگا ہے۔

۵ - نئے مراکز

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کی ہدایات کی روشنی میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے برطانیہ میں چھ مراکز یعنی مشنز کُھل چکے ہیں اور وہ سرگرمِ عمل ہیں۔

اسی طرح ہمارے محبوب امام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے امریکہ میں بھی پانچ نئے مراکز کھولنے کی ہدایت فرمائی ہے۔ جس کے لئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۲۵ لاکھ ڈالرز کا ٹارگٹ جماعت کے سامنے رکھا ہے۔ اور اب تک چودہ لاکھ تیس ہزار ڈالرز کے وعدے ہوچکے ہیں اور دو لاکھ اٹھارہ ہزار ڈالرز کی ادائیگی بھی ہوچکی ہے۔

اسی طرح کینیڈا میں نئے مشن ہاؤسز اور مساجد کی تعمیر کا منصوبہ عطا فرمارکھا ہے۔ جس کے لئے حضور انور نے ۶ لاکھ ڈالرز کا ٹارگٹ عطا فرمارکھا ہے۔ چار لاکھ چورانوے ہزار ڈالرز کے وعدے پیش ہوچکے ہیں جبکہ اٹھائیس ہزار ڈالرز کی وصولی بھی ہوچکی ہے۔

۳۰ ستمبر کو وہ مبارک دن تھا جب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے براعظم آسٹریلیا میں پہلی مسجد اور مشن ہاؤس کا سنگِ بنیاد بنفسِ نفیس خود تشریف لے جاکر اپنے دستِ مبارک سے رکھا۔ اس منصوبہ کے لئے ۵ لاکھ ڈالرز کا ٹارگٹ حضور انور نے مقرر فرمایا ہے۔ اب تک تین لاکھ چھیالیس ہزار ڈالرز کے وعدے ہوچکے ہیں اور اس کے مقابل ایک لاکھ تیئس ہزار ڈالرز وصول بھی ہوچکے ہیں۔ فالحمد للہ علیٰ ذالِکَ۔

۶ - قرآن کریم کے تراجم

جوبلی منصوبہ کا ایک اہم مقصد قرآن کریم کے تراجم کی اشاعت ہے۔ جماعتِ احمدیہ کی طرف سے انگریزی۔ جرمن۔ ڈچ۔ ڈینش سواحیلی۔ انڈونیشی۔ لوگنڈی اور اسپرانٹو میں قرآن کریم کے تراجم کی فہرست میں اس منصوبہ کے تحت جو اضافے ہوئے ہیں وہ یہ ہیں۔

- قرآن کریم کا گورمکھی زبان میں ترجمہ بھارت میں شائع ہوا ہے۔
- قرآن کریم کا یوربا زبان میں ترجمہ نائیجیریا میں شائع ہوا ہے۔

•۔ قرآن کریم کے انڈونیشی زبان میں ترجمہ کے آخری دس پارے مع تفسیری حواشی کے شائع ہوئے ہیں جس سے خدا تعالیٰ کے فضل سے انڈونیشی زبان میں قرآن کریم کے ترجمہ کی اشاعت مکمل ہوگئی ہے۔

•۔ دیباچہ قرآن کریم مصنفہ حضرت المصلح الموعودؓ کا فرانسیسی زبان میں ترجمہ شائع ہوا ہے۔

•۔ فرنچ زبان میں ترجمۂ قرآن کریم طباعت کے لئے پریس کو دیا جا چکا ہے۔ اور گیارہ پاروں پر نظرِ ثانی بھی ہو چکی ہے۔

۷۔ اسلامی لٹریچر کی اشاعت

مختلف زبانوں میں لٹریچر کی اشاعت کا کام زیرِ عمل ہے۔ انگلستان مشن کے زیرِ اہتمام حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کے اقتباسات کے انگریزی ترجمہ پر مشتمل ایک کتاب THE ESSNECE OF ISLAM کی نہایت دیدہ زیب تین جلدیں شائع ہو چکی ہیں۔ اسی طرح اسلامی اصول کی فلاسفی کا انگریزی ترجمہ انگلستان میں اور یوربا زبان میں ترجمہ نائیجریا میں شائع ہوا ہے۔

۸۔ مختلف زبانوں میں فولڈرز

زیادہ سے زیادہ لوگوں تک اسلام کا پیغام پہنچانے کے لئے فولڈرز کی اشاعت بہت مفید ثابت ہوئی ہے چنانچہ اب تک ان زبانوں میں فولڈرز شائع ہو چکے ہیں۔ انگریزی۔ جرمن۔ نارویجن۔ جاپانی۔ البانین۔ رومانین۔ فرنچ۔ اٹالین۔ ڈچ۔ سپینش۔ کورین اور چینی۔

۹۔ مسجد بشارت سپین

اس منصوبہ کا ایک نہایت شیریں ثمر مسجد بشارت سپین کا قیام ہے جس کے ذریعہ ساڑھے سات سو سال بعد سرزمین ہسپانیہ میں اللہ اکبر کی صدا بلند کرنے کی جو سعادت جماعت احمدیہ کو حاصل ہوئی ہے۔ اس پر ہم اپنے ربّ کا جس قدر بھی شکر بجا لائیں کم ہے۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَآءُ۔

۱۰۔ فرانس، اٹلی اور جنوبی امریکہ میں مساجد کے قیام کی کوشش

اس منصوبہ کا ایک پروگرام اٹلی اور جنوبی امریکہ میں مساجد کی تعمیر ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ کے فضل سے خدام الاحمدیہ کی مساعی سے اس فنڈ میں خاص رقم جمع ہو چکی ہے اور مساجد کی تعمیر کے لئے کوشش جاری ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ

کے

"حلیم" ہونے کے چند ذاتی مشاہدات و واقعات

(مکرم محمود مجیب اصغر صاحب)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کے بارہ میں خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کو الہاماً بتایا تھا اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامٍ حَلِیْمٍ کہ ہم تجھے ایک حلیم بیٹے (پوتے) کی بشارت دیتے ہیں۔ حلیم کے ایک معنی "بڑی سمجھ بوجھ والا" کے ہوتے ہیں۔ حضورؒ کی سمجھ بوجھ کا یہ عالم تھا کہ ایک آدھ فقرے میں بہت بڑا مسئلہ سلجھا دیتے۔ چند ذاتی مشاہدات و واقعات ذیل میں ہدیۂ قارئین کئے جاتے ہیں:-

تین سنہری اُصول

۱۹۶۰ء میں خاکسار بھیرہ سے میٹرک پاس کر کے تعلیم الاسلام کالج ربوہ میں داخل ہُوا۔ چند روز گذرے ہوں گے کہ کالج کے تمام طلباء کو یونین ہال میں جمع کیا گیا اور بتایا گیا کہ کالج کے پرنسپل مرزا ناصر احمد صاحب نئے داخل ہونے والے طلباء سے ویلکم ایڈریس فرمائیں گے۔ سورۃ فاتحہ سے اپنی تقریر کا آغاز کرتے ہوئے حضورؒ نے نہایت سادہ اور مختصر الفاظ میں ہمیں تین نصیحتیں فرمائیں کہ اگر ہم اس پر زمانۂ طالب علمی میں اور بعد میں بھی عمل کریں گے تو بہت ترقی کر سکیں گے وہ نصائح یہ تھیں:-

(i) محنت　　　(ii) دُعا　　　(iii) حسد نہ کرنا

اِس ضمن میں حضورؒ نے اپنے زمانۂ طالب علمی کے بعض واقعات بتائے کہ کس طرح ان اُصولوں پر عمل کر کے غیر معمولی کامیابی حاصل کی۔ خاکسار نے حضورؒ کو قریب سے پہلی مرتبہ دیکھا اور حضورؒ کا سُرخ و سفید چہرہ ـــ بہت نورانی معلوم ہُوا۔ خاکسار نے اندازہ لگایا کہ اس وقت حضرت المصلح موعودؓ اور حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ کے بعد حضورؒ کا چہرہ سب سے زیادہ نورانی تھا۔ چہرے پر وقار اور تمکنت اور تبسّم بہت نمایاں تھا۔ اور حضور کا بہت دبدبہ اور رُعب تھا۔

سائنس کا طالب علم ہونے کی وجہ سے اور حضورؒ کی غیر معمولی جماعتی مصروفیات کی وجہ سے حضورؒ سے کالج میں واقفیت

پیدا نہیں ہو سکی۔ حضورؒ کی عدم موجودگی میں وائس پرنسپل میاں عطاء الرحمٰن صاحب قائمقام پرنسپل کے طور پر کام کیا کرتے تھے اور حضورؒ کے ادب اور احترام کی وجہ سے حضورؒ کی سیٹ سے ذرا ہٹ کر کرسی بچھاتے تھے۔

لُکنت کا علاج

تعلیم الاسلام کالج ربوہ سے ۱۹۶۲ء میں ایف ایس سی کرنے کے بعد خاکسار انجنیئرنگ یونیورسٹی لاہور داخل ہو گیا۔ ۱۹۶۵ء کے آخر میں جب کہ خاکسار فائینل ائیر میں تھا اور حضرت مرزا ناصر احمد صاحبؒ خلافتِ ثالثہ کے مقام جلیلہ پر فائز ہو چکے تھے۔ آپ لاہور تشریف لائے اور ہم چند طلباء حضورؒ کی ملاقات کے لئے پام ویو گئے۔ حضور نے کھڑے ہو کر سب سے ملاقات کی۔ دوران ملاقات خاکسار نے اپنا تعارف کروایا اور عرض کیا کہ زبان میں لکنت ہے حضورؒ نے فرمایا "تقریریں کیا کرو۔ اس سے لُکنت دُور ہو جائے گی" — اور ساتھ کھڑے ہوئے اس زمانہ کے قائد مجلس خدام الاحمدیہ لاہور سے میری طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: "ان سے تقریریں کروایا کریں۔"

بعد میں اس نسخہ پر عمل کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ نے خاکسار کی زبان سے لکنت دُور کر دی فالحمدللہ علیٰ ذالک۔

حضورؒ کی دُعا کا اثر

خاکسار نے اکتوبر ۱۹۶۶ء میں بی۔ ایس سی سول انجنیئرنگ پاس کی اور بڑی کوشش کے بعد ایک پرائیویٹ فرم میں ۳۵۰ روپے ماہانہ پر نوکری ملی۔

جنوری ۱۹۶۷ء میں جلسہ سالانہ پر حضورؒ سے دوران ملاقات خاکسار نے عرض کیا کہ خدا کے فضل سے خاکسار نے انجنیئرنگ تو کر لی ہے اور نوکری بھی مل گئی ہے۔ لیکن اس نوکری سے مطمئن نہیں ہوں۔ دُعا کریں اچھی نوکری مل جائے۔ حضورؒ نے خوشی کا اظہار فرمایا اور فرمایا اللہ تعالیٰ فضل کرے گا۔ میں دُعا کروں گا۔ اس دُعا کا الباقی الفور اثر ہُوا کہ اس کے ایک ہفتہ بعد ۳۵۰ روپے ماہوار کی جگہ ۷۰۰ روپے ماہوار کی نوکری معجزانہ طور پر ایک یوگو سلاوین کمپنی میں مل گئی۔ جہاں پونے آٹھ سال کام کیا اور اللہ تعالیٰ نے بڑی ترقی دی الحمدللہ ربّ العالمین۔

حضورؒ کا حکیمانہ مشورہ

۱۹۶۷ء میں خاکسار کو S E A T O کی طرف سے ایم۔ ایس سی سٹرکچرل انجنیئرنگ کے لئے بنکاک تھائی لینڈ میں داخلے کے لئے وظیفے کی پیشکش ہوئی۔ خاکسار کی والدہ نہیں چاہتی تھیں کہ بیرون ملک جاؤں۔ خاکسار نے سارے حالات حضورؒ کو لکھے اور مشورہ دینے کی درخواست کی حضورؒ نے خط میں لکھا کہ مجھے انشراح صدر نہیں ہُوا۔ اس لئے نہ جائیں چنانچہ

خاکسار نے بنکاک جانے کا ارادہ ترک کر دیا۔ اسلام نے ماں باپ کی اطاعت کو جو اہمیت دی ہے وہ حضورؒ کے اس مشورہ سے عیاں ہے۔

تربیت کا حسین طریقہ

سردیوں میں ایک مرتبہ خاکسار نے اہل و عیال سمیت حضورؒ سے ملاقات کی اور چھوٹی بچیوں کے بارہ میں عرض کی کہ رات کو بہت کھانسی کرتی ہیں۔ فرمایا۔ "بچے تو آلارم ہوتے ہیں تہجد کے لئے جگا دیتے ہیں"

خاکسار یوگوسلاوین فرم میں پونے آٹھ سال تک کام کرتا رہا ہے ایک مرتبہ دوران ملاقات حضورؒ نے سویڈن میں احمدیت قبول کرنے والے یوگوسلاوین خاندانوں کا ذکر فرمایا خاکسار حضورؒ کا منشا سمجھ گیا اور اس کے بعد تقریباً ایک درجن یوگوسلاوینز کو قرآن کریم (انگریزی ترجمے والے) کے نسخے مختلف اوقات میں بطور تحفہ دیئے اور اس طرح ان تک خدا کا پیغام پہنچانے کی توفیق ملی فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

والدہ صاحبہ کو سلام

ایک بار یہ عاجز حضورؒ کو ملنے کے لئے ربوہ گیا۔ ان دنوں عاجز کی والدہ صاحبہ کی طبیعت اچھی نہ تھی حضورؒ سے دُعا کے لئے عرض کیا۔ حضورؒ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فضل کرے اور فرمایا اپنی والدہ صاحبہ کو میرا سلام کہنا۔ اس پیغام میں اسلام میں ماں کی عظمت کی حقیقت کا اعلان بھی تھا اور والدہ صاحبہ کی صحت و سلامتی کی نوید بھی تھی۔ چنانچہ والدہ صاحبہ کی طبیعت جلد ہی ٹھیک ہو گئی۔ الحمد للہ۔

بیوی کے ساتھ حُسنِ سلوک کا ارشاد

ایک مرتبہ خاکسار کی اہلیہ کو اپنے میکے رہتے ہوئے کچھ زیادہ ہی عرصہ ہو گیا اور کسی طرح حضورؒ کو خبر ہو گئی۔ ایک اجتماعی ملاقات کے دوران حضورؒ مختلف موضوعات پر گفتگو فرماتے ہوئے اہل خانہ کے ساتھ حُسنِ سلوک کے موضوع کی طرف منتقل ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَھْلِہٖ سُنا کر یک دم خاکسار کو مخاطب کر کے فرمایا۔ "مجیب اپنی بیوی کو ساتھ اپنے گھر لے جاؤ۔" چنانچہ خاکسار نے ایسے ہی کیا۔

بہتری کا فیصلہ خدائی پر

ایک دفعہ ایک سرکاری نوکری کے لئے لاہور انٹرویو دے کر خاکسار ربوہ میں حضورؒ کی خدمت میں دُعا کی درخواست

کرنے کے لئے حاضر ہوا اور عرض کی کہ انٹرویو تو بہت اچھا ہو گیا ہے۔ دعا کریں کہ یہ نوکری مل جائے حضورؒ نے فرمایا ضروری نہیں ہر وہ چیز جو بظاہر اچھی معلوم ہو وہ اچھی ہوتی ہے۔ دعا یہ کرنی چاہیئے کہ وہ ملے جس میں بہتری ہو اور پھر حضرت موسیٰؑ کی اس دعا کی طرف توجہ دلائی جس میں حضرت موسیٰؑ اپنے ربّ سے عرض کرتے ہیں۔

رَبِّ اِنِّیْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ۔ (القصص)

یعنی اے میرے ربّ! اپنی بھلائی میں سے جو کچھ تو مجھ پر نازل کرے میں اس کا محتاج ہوں۔

لگا ہوا روزگار نہیں چھوڑنا چاہیئے

جس فرم میں خاکسار پہلے کام کرتا تھا انہوں نے زیادہ تر خاکسار کو پاکستان میں اِدھر اُدھر پراجیکٹس پر رکھا۔ بار بار نقل مکانی کی وجہ سے طبیعت پریشان ہو جاتی تھی۔ ایک بار حضورؒ کی خدمت میں سروس چھوڑنے کے بارے میں لکھا حضورؒ نے خط میں تاکید فرمائی اسی نوکری پر رہیں اور کچھ اس قسم کے الفاظ فرمائے لگا ہوا روزگار نہیں چھوڑنا چاہیئے چنانچہ ۱۹۷۸ء میں جب اس سے بہتر نوکری کی پیشکش ہوئی اور حضورؒ کی خدمتِ اقدس میں مشورہ کے لئے لکھا تو فرمایا "اللہ کا نام لے کر CONSULTANTS TO WAPDA والی نوکری JOIN کرلیں"۔ چنانچہ خاکسار نے ایسا ہی کیا۔ اور اللہ کریم نے بڑی برکت بخشی۔

پیار بھری ڈانٹ

۱۹۷۱ء کی پاک ہند جنگ کی وجہ سے یوگوسلاویہ میں ہمیں غیر معیّنہ وقت کے لئے چھٹی دے کر اپنے ملک واپس چلے گئے جنگ تو ختم ہو گئی۔ لیکن ہماری چھٹی ختم نہ ہوتی تھی اور پراجیکٹ بند پڑے تھے۔ تنخواہ بھی نہیں مل رہی تھی۔ خاکسار کو گھبراہٹ ہوئی۔ دعا کے لئے حضورؒ کو کچھ خطوط لکھے اور ملاقات کے لئے ربوہ حاضر خدمت ہوا۔ خاکسار کے چہرے پر پریشانی دیکھ کر حضورؒ نے اپنے دستِ مبارک سے خاکسار کے چہرے کو تھپکا اور ساتھ فرمایا "مجیب! ایسے منہ نہیں بنانا"۔

اس کے فوری بعد حالات معمول پر آگئے اور معجزانہ طور پر صرف خاکسار کو اس سارے عرصہ کی تنخواہ بھی مل گئی۔

ترقی کا جائزہ اور دیانتداری کا سبق

حضورؒ اپنے خدام کی ترقی کے بارہ میں سب سے زیادہ خیال ہوتا تھا۔ چنانچہ جلسہ سالانہ اور دورانِ سال جب بھی ملاقات ہوتی اکثر پوچھتے "مجیب! اب کہاں پہنچے ہو؟" اور بڑی شفقت فرماتے۔ اجتماعی ملاقاتوں کے دوران "ہمارے انجنیئر" کہہ کر اپنائیت کا اظہار فرماتے اور بعض اوقات دنیا میں انجنیئروں کے ذریعے ہونے والی بددیانتیوں کا ذکر فرماتے اور

پھر کوئی پیار بھرا فقرہ کس کر ایک طرف اپنے احمدی انجنیئروں پر اعتماد کا اظہار فرماتے۔ اور دوسری طرف دیانتداری کا سبق پڑھاتے۔

خادموں کی پہچان

ایک مرتبہ اجتماعی ملاقات کے دوران تقریباً سو ڈیڑھ سو احمدی دوست تھے اور خاکسار کو سب سے آخر میں جگہ ملی۔ دل میں خیال آیا کہ آج حضورؒ سے بہت دُور بیٹھا ہُوا ہوں۔ اور رش بھی بہت ہے۔ اس لئے حضورؒ نے آج نہیں پہچانا ہو گا۔ اسی دوران حضورؒ اس مجلس میں بیٹھے ہوئے ایک دو اور انجنیئروں کو مخاطب ہو کر تعمیراتی کاموں میں اس پیشہ سے تعلق رکھنے والے لوگوں کی بد دیانتیوں کا ذکر فرما رہے تھے اور سڑکوں کی تعمیر کا ذکر کرتے ہوئے خاکسار سے یُوں مخاطب ہوئے "کیوں مجیب! تم تو سڑکوں کے انجنیئر نہیں ہو نا" خاکسار نے عرض کیا "جی حضورؒ" اور اس احساس سے کہ حضورؒ نے خاکسار کو پہچان لیا ہے بہت خوشی ہوئی۔

پاکستان میں رہ کر خدمت

ایک مجلس میں حضورؒ ڈاکٹروں اور ٹیچروں کی بیرونِ ممالک خدمات کا ذکر فرما رہے تھے۔ خاکسار نے عرض کیا حضورؒ انجنیئروں کو بھی بیرونِ ممالک خدمت کا موقع دیا جائے۔ حضورؒ نے فرمایا۔ "آپ کو کس نے کہا ہے کہ آپ اپنے ملک میں رہ کر خدمت نہیں کر سکتے!"

بنیادی غلطی کا علاج

ایک خط میں خاکسار نے اپنی بعض پریشانیوں کا ذکر کر کے حضورؒ سے ان کا علاج دریافت فرمایا۔ حضورؒ نے فرمایا "آپ نے اپنی زندگی میں کبھی کسی وقت کوئی بنیادی غلطی کی ہے کثرت سے استغفار اور لاحول اس کا علاج ہے۔"

بشاشت سے دی ہوئی قربانی

۱۹۷۵ء میں ایک جمعہ کو اطلاع ملی کہ حضرت اقدسؒ جہلم تشریف لائے ہوئے ہیں اور صاحبزادہ مرزا منیر احمد صاحب کی رہائش گاہ پر جمعہ پڑھائیں گے۔ خاکسار اُن دنوں میرپور آزاد کشمیر میں تھا۔ خاکسار کو بھی شمولیت کی توفیق ملی۔ خطبہ جمعہ میں حضور نے ۱۹۷۴ء میں احمدیوں کی قربانیوں اور اُن کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا ضمناً ذکر کیا اور فرمایا جتنی بشاشت سے کسی نے قربانی دی ہے اتنی ہی جلدی اللہ تعالیٰ نے اس پر فضل کیا ہے۔ حضور کا فرمانا پورا ہُوا اور ہمیں

> [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

خاکسار سب کو لے کر حضور کی ملاقات کے لئے حاضر ہو گیا۔ ہم چھوٹے بڑے ملا کر ۱۷ افراد تھے۔ حضورؒ کا ڈرائینگ روم بھر گیا۔ حضورؒ نے ایک طرف خاکسار کو بٹھایا اور دوسری طرف خاکسار کے دو چھوٹے بھائیوں طارق اور خالد کو اور فرمایا اب ان سب کا تعارف کرواؤ۔ خاکسار نے باری باری سب کا تعارف کروایا اور اپنی اہلیہ پر پہنچ کر حجاب سے اس سے اگلی کرسی پر بیٹھی ہوئی بھانجی کا تعارف کروایا۔ حضورؒ نے فوراً مداخلت کی اور فرمایا اپنی بیوی کو تو چھوڑ ہی گئے ہو اور دس بارہ منٹ تک سب سے خوب باتیں فرماتے رہے۔ والدہ صاحبہ نے خاکسار کے والد صاحب کے لئے دُعا کی درخواست کی تو فرمانے لگے "ان کو تو آپ اکیلے ربوہ چھوڑ آئی ہیں اور خود یہاں پھر رہی ہیں"۔ نیز خاکسار کی والدہ کو خاکسار کے بارہ میں فرمایا۔ "آپ کو خدا تعالیٰ نے یہ بہت اچھا بیٹا دیا ہُوا ہے آپ سب کا بہت خیال رکھتا ہے ہر خط میں آپ سب کے لئے دُعا کے لئے لکھتا رہتا ہے"۔ اس ملاقات کے دوران خاکسار کی بچّیاں حضورؒ سے بہت گھُل مل گئیں اور ایک بچی بار بار چھلانگ لگا کر حضورؒ کے پاس پہنچ جاتی رہی اور حضورؒ فرماتے اسے منع مت کریں یہ میرے پاس آئی ہوئی ہے۔ اگلے روز حضورؒ کی ربوہ واپسی تھی۔ ہم سب خدام حاضر خدمت ہو گئے۔ حضورؒ نے اجتماعی دُعا کروائی اور تمام موجود خدام کو حسبِ سابق مصافحہ کا شرف عطا فرمایا۔ خاکسار کے ساتھ مصافحہ کرتے ہوئے فرمانے لگے "وہ کیا حال ہے بچّی کا ــــ؟"۔ خاکسار لمحہ بھر کے لئے سوچ میں پڑ گیا اور پھر خود ہی فرمایا "وہ تمہاری بیٹی جو کل بہت شرارتیں کر رہی تھی"۔ غرض حضورؒ کو بچّوں سے بہت پیار تھا۔ اُس وقت خاکسار کی پانچ بچّیاں تھیں اور صرف ایک بیٹا تھا۔ اس کے کچھ عرصہ بعد اللہ تعالیٰ نے ایک اور بیٹا عطا فرمایا۔ الحمد للہ۔

فروری ۱۹۸۱ء میں خاکسار لاہور چلا گیا اور مارچ ۱۹۸۱ء میں باہر بھیج دیا گیا۔ اہل و عیال ابھی اسلام آباد ہی میں تھے۔ پیچھے جب بھی حضورؒ تشریف لاتے خاکسار کا بیٹا محمود منیر اکبر سلمہ اللہ خاکسار کے بھانجے انس احمد سلمہ اللہ کے ساتھ ضرور بیت الفضل جاتا۔ ایک بار اُسے دیکھ کر فرمانے لگے۔ "تم یقیناً ڈاکٹر نذیر احمد کے نواسے اور مجیب اصغر کے بیٹے ہو!"۔ اور ۳ رمئی ۱۹۸۱ء کو اس ملک میں سخت طوفان کی خبر کا ذکر کرتے ہوئے خاکسار کے بچے کی طرف مخاطب ہوئے اور فرمایا تمہارے ابّو نے اُسے (ہاتھ کا اشارہ کرتے ہوئے) روکا نہیں! سبحان اللہ! کتنی شفقت تھی اس پیار بھرے وجود کو اپنے خادموں کے ساتھ اور کس طرح ایک آدھ فقرے میں ساری پریشانی دُور فرما دیتے تھے۔ حضورؒ کی ہر ملاقات کے بعد سب لوگوں کے چہرے خوشی سے تمتما رہے ہوتے تھے حالانکہ اکثر ملاقات کرنے والے اپنے مسائل لے کر دُعا کی عرض کرنے کے لئے ملنے جاتے تھے۔

۲۳ مارچ ۱۹۸۲ء کی دعوت

حضورؒ نے ازراہِ شفقت تقریباً دو درجن انجنیروں کو جنہوں نے دارالسلام النصرت اور بلڈنگ پرائیویٹ سیکرٹری

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

لمحے انتظار کرنے کے بعد حضورؒ سیڑھیوں سے نیچے تشریف لاتے ہوئے نظر آئے۔ حضورؒ کی نظر عاجز پر پڑی حضورؒ کے چہرے پر تعجّب کے آثار پیدا ہوئے۔ نیچے اُتر کر حسبِ عادت السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ کہا اور خاکسار کو مخاطب ہو کر فرمانے لگے:۔

"مجیب! تم کہاں؟ تم تو باہر گئے ہوئے تھے۔ ابھی کل میں نے تمہارے خط کا جواب دیا ہے۔"

خاکسار کے ہمراہ ملک محمد منور سپرٹیلر بھی تھے۔ خاکسار نے حضورؒ کو ساری بات بتائی اور سُن کر فرمایا "اچھا تو تمہیں کمپنی نے ڈیڑھ، دو ماہ کی چھٹی کروا دی ہوگی۔" اس کے بعد حضورؒ نے ظہر و عصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں اور السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ، کہہ کر اُوپر تشریف لے گئے۔

اسی شام حضورؒ کو نمازِ عشاء کے دوران دل کی تکلیف ہوئی اور پھر جو کچھ ہُوا اُسے سوچ کر دل دہل جاتا ہے۔

پبلک میں سے غالباً یہ عاجز ہی سب سے آخری خادم ہے جس کے ساتھ حضورؒ نے گفتگو فرمائی کیونکہ مغرب و عشاء کے وقت بھی کسی سے گفتگو نہیں فرمائی اور پھر تو اپنے مبارک قدموں سے نیچے اُتر ہی نہ سکے اور بالآخر ۹ر جون ۱۹۸۲ء کو حضورؒ اسلام آباد سے اس طرح رخصت ہوئے کہ پہلے کبھی نہ ہوئے تھے۔ حضورؒ کی نعش مبارک پیلی TOYOTA HI-ACE میں رکھی گئی تو عجیب دلوں کو ہلا دینے والا منظر تھا۔ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب لوگوں کو صبر کرنے کی تلقین کر رہے تھے۔ اور پھر جب انہی کے کہنے پر مرزا خورشید احمد صاحب نے دُعا کروائی تو دُعا میں سب سے زیادہ اس محسن کے غم میں تڑپنے والا وجود حضرت مرزا طاہر احمد کا وجود ہی پایا گیا۔ جن کا ہاتھ پکڑ کر خدا نے اس حادثہ کے تقریباً ۳۶ گھنٹے بعد مسندِ خلافت پر بیٹھا دیا اور خلافت کی عظیم ذمّہ داری ان کے سپرد کر دی۔

بقیہ صد سالہ احمدیہ جوبلی منصوبہ کے شیریں ثمرات از صفحہ ۱۸

اُمّت ہیں۔ ہم موسیٰ کی قوم کی طرح یہ نہیں کہیں گے کہ جا تُو اور تیرا خدا جا کے لڑو۔ ہر قربانی جو مانگی جائے گی۔ جان کی قربانی۔ مال کی قربانی۔ اوقات کی قربانی۔ صحت کی قربانی جس قسم کی بھی قربانی ہمارا خدا، ہمارا پیارا محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ نئے سرے سے ہمیں زندہ کرنے والا محمدؐ کا محبوب ہمارا مہدی علیہ السلام ہم سے مانگیں گے ہم پیش کر دیں گے۔" (اختتامی خطاب حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ برموقع اجتماع خدام الاحمدیہ ۱۹۸۱ء)

واخر دعوٰنا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْن

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَتَنۡهَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡكَرِ

مجلسِ انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

جمادی الاوّل ۱۴۰۳ھ ہجری

امان ۱۳۶۳ ہش

مارچ ۱۹۸۴ء

ایڈیٹر

غلام باری سیف

مدیرانِ اعزازی

ملک صلاح الدین صاحب بھارت، مبارک احمد صاحب ساقی لنڈن

کمال یوسف صاحب سیکنڈے نیویا

شرح چندہ ماہنامہ "انصار اللہ"

پاکستان		بیس ۲۰/ روپے سالانہ
امریکہ۔ کینیڈا۔ جزائر فجی	بذریعہ ہوائی ڈاک	پندرہ ۱۵ ڈالر "
	بحری ڈاک	آٹھ ۸ " "
دیگر ممالک	بذریعہ ہوائی ڈاک	چھ ۶ پونڈ "
	بحری ڈاک	تین ۳ " "

فہرستِ مضامین

پبلشر :۔ چوہدری محمد ابراہیم

پرنٹر :۔ سیّد عبدالحی

مطبع :۔ ضیاء الاسلام پریس ربوہ

مقامِ اشاعت :۔ دفتر ماہنامہ انصار اللہ دارالصدر جنوبی ربوہ

قیمت فی پرچہ :۔ دو ۲ روپے

مناجات بدرگاہِ قاضی الحاجات

نتیجۂ فکر مکرم سلیم شاہجہانپوری صاحب نواب شاہ سندھ

لُطفِ سخن نہ تو سُخن آرائی بخش دے ٭ وُسعتِ نظر کو قلب کو پہنائی بخش دے
اسکندری نہ بخش نہ دارائی بخش دے ٭ یاربّ مرے عمل کو پذیرائی بخش دے
ہنگامہ ہائے زیست سے گھبرا گیا ہے دل ٭ اِس کو بھی ایک گوشۂ تنہائی بخش دے
اُٹھتے رہیں دُعا کے لئے تیرے سامنے ٭ دستِ طلب کو اتنی توانائی بخش دے
غمگین دلوں پہ مرہم راحت لگاؤں مَیں ٭ مولا مجھے ادائے مسیحائی بخش دے
ہو کوئی سوگوار تو مَیں بھی ہوں دردمند ٭ اتنی تو میرے قلب کو پہنائی بخش دے
ہر منتشر نگاہ کو محور نصیب ہو ٭ ہر قلبِ مضطرب کو شکیبائی بخش دے
دُنیا کے گوشے گوشے میں پہنچے پیامِ حق ٭ ہر کم سخن کو طاقتِ گویائی بخش دے
مومن ہوں اتفاق کی دولت سے مالا مال ٭ مِل کر رہیں یہ، ان کو تُو دانائی بخش دے
تفریق کر سکیں یہ سفید و سیاہ میں ٭ فضل و کرم سے اپنے وہ بینائی بخش دے
پیری کو میری بخش دے اک ہمّت جواں ٭ میرے تخیلات کو برنائی بخش دے
میری دُعا ہے حضرتِ باری سے اے سلیمؔ ٭ میرے کلام کو تُو پذیرائی بخش دے

سیرالیون کے ایک نہایت مخلص اور فدائی احمدی

الحاج علی روجرز

(ALHAJ ALI ROGERS)

مکرم مولانا محمد صدیق صاحب گورداسپوری امیر و مشنری انچارج جماعت احمدیہ سیرالیون

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خدا تعالیٰ نے اس مادیت اور دہریت کے زمانے میں رُوحانی مُردوں کو زندہ کرنے اور ان کے اندر دُنیا کی محبت سرد کر کے محبتِ الٰہی اور خدمتِ اسلام کا جذبہ پیدا کرنے کے لئے مبعوث فرمایا۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے الہاماً بھی آپ کو مخاطب کر کے فرمایا وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَمَنْ كَانَ لِلّٰهِ كَانَ اللّٰهُ مَعَهٗ۔ جس کا ترجمہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یوں فرمایا:-

"اور یقیناً سمجھو کہ خدا اس زمین کو یعنی اس زمین کے رہنے والوں کو جو مر چکے ہیں پھر زندہ کرے گا۔ یعنی بہت سے لوگ ہدایت پائیں گے اور ایک رُوحانی انقلاب پیدا ہو گا اور بہت سے لوگ اس سلسلہ میں داخل ہوں گے اور جو خدا کا ہو خدا اس کے لئے ہو جاتا ہے۔" (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۸۳)

آپ کے ذریعہ دُنیا میں جو رُوحانی انقلاب پیدا ہُوا اور جس رنگ میں دُنیا کے مختلف ممالک میں سعید روحیں آپ کے دامن سے وابستہ ہو کر اپنے تن من دھن سے اسلام کی خدمت اور توحیدِ الٰہی کے قیام کے لئے کوشاں ہیں۔ اس کے نظارے ہمیں آج دُنیا میں ہر جگہ اور ہر ملک میں نظر آتے ہیں۔

ایسے ہی خوش قسمت اور فدائی قسم کے ایک بزرگ الحاج علی روجرز صاحب (ALHAJ ALI ROGERS) ہیں جو سیرالیون کے شہر بو میں مقیم ہیں جن کا تذکرہ یہاں مقصود ہے۔

الحاج علی روجرز صاحب نے حضرت الحاج نذیر احمد علی صاحبؓ کے ذریعہ ۱۹۳۸ء میں احمدیت قبول کرنے کی سعادت حاصل کی اس وقت یہ سیرالیون کے جنوبی صوبہ کے ایک گاؤں باؤ ماہوں (BAOMAHUN) میں کاروبار کرتے تھے جو اس وقت سونے کی کانوں کے لئے مشہور تھا۔ اور ملک کے کونے کونے سے لوگ وہاں جمع تھے کچھ سونا کھودنے کے لئے اور کچھ تجارت کے لئے۔

حضرت الحاج نذیر احمد علی صاحب مرحوم فری ٹاؤن میں جماعت قائم ہو جانے کے بعد سیرالیون کے شمالی صوبہ کے

ایک اہم قصبہ روکوپُر تشریف لے گئے۔ جہاں خدا تعالیٰ نے آپ کو سیرالیون میں دوسری جماعت قائم کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے جو الہاماً وعدہ فرمایا تھا کہ یَنْصُرُکَ رِجَالٌ نُوْحِیْ اِلَیْھِمْ مِنَ السَّمَآءِ۔ اس کے مطابق روکوپُر کے بعض لوگوں کو خوابوں کے ذریعہ حضرت مہدی علیہ السلام کی آمد کی خوشخبری اور آپ کے پیغام کو سُننے اور قبول کرنے کے لئے تیار کر رکھا تھا۔ ان میں سے ایک الفا احمد و کمارا (ALPHA AHMADO KAMARA) تھے جو حال ہی میں اللہ تعالیٰ کو پیارے ہوگئے ہیں اناللہ و انا الیہ راجعون۔

"باؤ ماہوں" میں ایک لبنانی دوست سیّد حسن محمد ابراہیم صاحب بھی تھے۔ جن کی فلسطین میں حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب سے خط و کتابت تھی۔ اور وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ سے عربی رسالہ البشریٰ کے ذریعہ آگاہی حاصل کر چکے تھے۔ انہوں نے جب یہ خبر سُنی کہ جماعت احمدیہ کے ایک مبلغ روکوپُر میں آئے ہوئے ہیں تو انہوں نے حضرت مولانا نذیر احمد علی صاحبؓ کو "باؤ ماہوں" آنے کی دعوت دی۔

دوسری طرف وہاں بھی خدا تعالیٰ نے آسمانی بشارت کے ذریعہ بعض لوگوں کے ذہن کو حضرت مہدی علیہ السلام کی خبر سُننے اور قبول کرنے کے لئے تیار کر دیا تھا۔ چنانچہ وہاں ایک دوست پاسنفا تُولا (PASANPHA TULLAH) تھے۔ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ وہ گاؤں کی مسجد کے گرد صفائی کر رہے ہیں کہ ایک اجنبی شخص انہیں اپنی طرف آتا دکھائی دیا۔ جس کے ایک ہاتھ میں قرآن مجید اور دوسرے میں بائیبل ہے اور قریب آکر وہ اُسے کہتے ہیں کہ میں آپ کو حضرت مہدی علیہ السلام کے ظہور کی خبر دینے آیا ہوں۔ چنانچہ انہوں نے اپنا یہ خواب گاؤں کے بعض اور لوگوں کو بھی بتادیا۔

چنانچہ جب حضرت الحاج نذیر احمد علی صاحب باؤ ماہوں پہنچے تو پاسنفا تولا ہی اُنہیں پہلے مسجد کے پاس ملے اور انہوں نے انہیں دیکھتے ہی فوراً پہچان لیا کہ یہی وہ شخص ہے جس کو میں نے خواب میں دیکھا تھا۔ اس پر وہ حضرت الحاج نذیر احمد علی صاحبؓ کو گھر لے گئے۔ اُن کی باتیں سُنیں اور فوراً احمدیت قبول کرلی۔ اور دوسرے لوگوں کو بھی بتادیا کہ یہی وہ بزرگ ہیں جو مجھے خواب میں نظر آئے تھے۔ لہٰذا ان کے ساتھ بہت سے اور لوگوں نے بھی احمدیت قبول کر کے حضرت مہدی علیہ السلام کے دامن سے وابستہ ہونے کی سعادت حاصل کی۔ اُن خوش بخت لوگوں میں ایک الحاج علی روجرز بھی تھے۔

جب آپ نے احمدیت قبول کی اس وقت آپ جوان تھے اور آپ کی بارہ بیویاں تھیں۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ احمدیت قبول کرنے کے بعد حضرت الحاج نذیر احمد علی صاحب نے انہیں کہا کہ آپ چونکہ تم احمدی ہوچکے ہو۔ اسلام قبول کر لیا ہے لہٰذا تمہیں تمام معاملات میں اسلامی تعلیم کو اپنانا ہوگا۔ سب سے پہلے آپ اسلامی تعلیم کے مطابق صرف چار بیویاں رکھ سکتے ہیں۔ لہٰذا باقی کو طلاق اور نان و نفقہ دے کر رخصت کر دیں۔ چنانچہ انہوں نے رضامندی کا اظہار کیا۔

اب جب ان کو رخصت کرنے کا وقت آیا تو حضرت الحاج نذیر احمد علی صاحب نے کہا آپ اپنے پاس وہ چار بیویاں رکھیں جو ادھیڑ عمر ہیں اور جو نوجوان ہیں ان کو طلاق دے دیں یہ مرحلہ ان کے لئے نہایت آزمائش اور تکلیف کا تھا۔ کیونکہ اس ملک میں زیادہ بیویاں خصوصاً نوجوان بیویاں مالدار ہونے کا ایک ذریعہ ہوتی ہیں۔ کیونکہ وہ تجارت میں مدد کرتی ہیں۔ اور کھیتی باڑی میں ہاتھ بٹاتی ہیں۔ جتنی زیادہ بیویاں ہوں اتنا ہی بڑا چاولوں کا فارم بنے گا۔ چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ میں اپنی بیویوں میں سے ایک ایک کو بلاتا اُسے کچھ رقم دیتا اور کہتا کہ اب سے تم میری بیوی نہیں ہو۔ کسی اور جگہ شادی کر لو۔ اس وقت میری آنکھوں سے آنسو بھی رواں تھے۔ مگر خدا تعالےٰ نے مجھے ثابت قدم رکھا اور ہدایت کی دولت جو اس نے مجھے عطا فرمائی تھی۔ اس کو دُنیا اور دولت پر ترجیح دینے کی توفیق بخشی۔ جس پر مجھے بجا فخر ہے اور خدا تعالیٰ کا شکر بجالاتا ہوں۔ کہ اس نے اپنے فضل سے مجھے ایسے کٹھن مرحلہ کے موقع پر استقامت فی الدین عطا فرمائی۔

پھر ایک وقت ایسا آیا کہ "باؤ ماہوں" سے سونا نکلنا بند ہوگیا اور لوگ اپنا کاروبار ختم کر کے ادھر اُدھر بکھر گئے۔ احمدیوں میں سے اکثر بو شہر میں چلے گئے۔ جو اس وقت سیرالیون پروٹیکٹوریٹ کا مرکزی شہر تھا۔ الحاج علی روجرز صاحب نے بھی وہاں جا کر رہائش اختیار کر لی اور کاروبار کرنے لگے۔ اس وقت تک محترم مولانا محمد صدیق صاحب امرتسری بھی سیرالیون میں تشریف لا چکے تھے۔ چنانچہ دونوں مبلغین حضرت الحاج نذیر احمد علی صاحب اور محترم مولوی محمد صدیق صاحب امرتسری بھی بو تشریف لے گئے۔ وہاں زمین حاصل کر کے مشن ہاؤس اور مسجد تعمیر کی اور "بو" کو ہی جماعت احمدیہ سیرالیون کا مرکز بنا لیا۔

الحاج علی روجرز اخلاص۔ ایمان اور ایثار و قربانی میں متواتر ترقی کرتے چلے گئے آپ نے وہاں مکان تعمیر کر لیا اور مستقل رہائش اختیار کر لی۔ خدا تعالےٰ نے آپ کے کاروبار میں برکت ڈالی اور وہ مشن کی ہر ممکن مالی اور اخلاقی امداد کرنے لگے۔ آپ نے اپنی ایک لڑکی بھی ۱۹۴۰ء میں حضرت مصلح موعودؓ کی اجازت سے محترم مولوی محمد صدیق صاحب امرتسری سابق امیر و مبلغ انچارج سیرالیون سے بیاہ دی۔

خاکسار جب ۱۹۵۲ء میں پہلی بار سیرالیون آیا تو "بو" کے عرصۂ قیام میں الحاج علی روجرز صاحب کو بہت قریب سے دیکھنے کا موقع ملا اور انہیں احمدیت اور اسلام کا ایک عاشق صادق اور فدائی انسان پایا۔ مبلغین کی اطاعت و فرمانبرداری اور ان سے محبت و اخلاص کا سلوک اور مشن کے کاموں میں تعاون اس بزرگ سیرت انسان کا خاصہ ہے۔ خلافت احمدیہ کے ایک سچے جانثار اور کامل مطیع انسان ہیں۔

"بو" میں ہماری ایک پرانی مسجد تھی (جو اب بھی قائم ہے) اُس سے ملحقہ زمین کچھ مشن کی تھی اور باقی الحاج علی روجرز کی تھی۔ جس پر انہوں نے اپنا ایک نیا مکان تعمیر کیا۔ جب وہ مکان مکمل ہوگیا تو جماعت کے بعض ممبران نے محترم

وصول کرکے لاؤں تاکہ جلد پریس کا آرڈر دیا جائے۔ چنانچہ خاکسار "بو" سے ایک شہر سفادو (SEFADU) تک ٹرک میں گیا اور وہاں سے آگے قریباً دس میل کا فاصلہ جنگل میں پیدل طے کیا۔ چونکہ اس طرف ہیروں کی کھدائی ہو رہی تھی لہٰذا باوجود جنگل کے لوگوں کی آمد و رفت کافی تھی۔ خاکسار نے بھی لوگوں کی طرح اپنا بیگ کندھے پر رکھا اور چل پڑا۔ آگے ایک دریا تھا جس کو ایک کینو (CANOE) یعنی چھوٹی سی کشتی جو درخت کے تنے کو کھوکھلا کرکے بنائی جاتی ہے۔ اس میں (ایک پونڈ ادا کرکے) دریا عبور کیا۔

الحاج علی روجرز کی دکان پر پہنچا۔ وہ دیکھ کر سخت حیران ہوئے کہ اس دشوار گزار راستہ سے میں کس طرح اور کس غرض سے اُن کے پاس آیا ہوں۔ خیر میں نے انہیں اپنے آنے کے مقصد سے آگاہ کیا اور کہا کہ کل ہی میں نے واپس جانا ہے۔ انہوں نے کھانا وغیرہ پیش کیا۔ پھر رہائش کا انتظام کرکے آرام کے لئے کہا۔ کچھ دیر بعد وہ پانچ صد پونڈ لے کر حاضر ہوگئے۔ اور کہا کہ اس رقم کے ساتھ آپ کا اکیلے اس جنگل میں سفر کرنا مناسب نہیں لہٰذا کل میں خود آپ کے ساتھ "بو" چلوں گا۔ اور آپ کو وہاں چھوڑ کر واپس آؤں گا۔ چنانچہ اگلی صبح وہ میرے ساتھ "بو" تک تشریف لائے اور پانچ صد پونڈ کی رقم مولوی محمد صدیق صاحب امرتسری کو پیش کرکے واپس چلے گئے۔

اب پریس تو خدا تعالیٰ کے فضل سے لندن سے خرید لیا گیا اور وہ سیرالیون پہنچنے والا تھا مگر اس کو لگانے کے لئے کسی مناسب اور کشادہ جگہ کی ضرورت تھی جو مشن کے پاس موجود نہیں تھی۔

الحاج علی روجرز صاحب نے جو مکان مشن کو دیا تھا اُس سے ملحق ہی اُن کا ایک اور مکان تھا جس میں اُن کی رہائش تھی اور وہ اچھا کشادہ تھا۔ نیز انہوں نے دوسری جگہ ایک اور مکان بھی نیا تعمیر کرنا شروع کر دیا تھا۔

اب مولوی محمد صدیق صاحب کی نظر ملحقہ مکان پر بھی پڑی اور انہوں نے الحاج علی روجرز صاحب کو بلا کر اُن کے سامنے احمدیہ پریس کو لگانے کی مشکلات کا ذکر کیا اور کہا کہ کیا ہی اچھا ہو اگر آپ اپنا دوسرا مکان بھی مشن کو دے دیں تاکہ ہم وہاں اپنا پریس جاری کر سکیں۔ اور خود اپنے نئے مکان میں چلے جائیں جو اس وقت وہ بنوا رہے تھے اور تکمیل کے قریب تھا۔

چنانچہ خدا کے اُس نیک فطرت بندے اور حضرت مسیح محمدی علیہ السلام اور احمدیت کے فدائی نے وہ مکان بھی معہ خالی زمین مشن کو ہبہ کرتے ہوئے مشن کے نام رجسٹر کر دیا۔

ان کے بیوی بچوں نے بہت مخالفت کی اور انہیں اس فعل سے باز رکھنے کی کوششیں کیں۔ مگر اس نے ان کی ایک نہ سنی اور کہا کہ یہ جائیداد میں نے اپنی کمائی سے بنائی ہے۔ مجھے حق ہے کہ جس طرح چاہوں اس کو استعمال کروں۔ آپ کو رہائش کے لئے مکان چاہیئے چنانچہ نیا مکان خدا تعالیٰ نے تمہارے لئے مجھے دے دیا ہے اُس میں منتقل ہو جائیں۔ اور آپ اپنی فیملی کو لے کر نئے مکان میں چلے گئے۔ اور یہ مکان بھی مشن کے حوالے کر دیا۔

اور اس طرح بفضلِ خدا پریس کی مشینیں انگلینڈ سے آنے پر اُس مکان میں احمدیہ پریس جاری ہوگیا فجزاھم اللہُ احسن الجزاء ۔ یہ سب مکانات اور شاندار احمدیہ مسجد "بو" کی ایک اہم سڑک پر واقع ہیں اور مشن کی یہ اب ہزاروں لیون کی جائیداد ہے ۔ جو انشاء اللہ ہمیشہ الحاج علی روجرز کی قربانیوں اور فداکاری کی یادگار رہے گی اور ان کے لئے آنے والی نسلیں دُعائیں کریں گی ۔

پھر الحاج علی روجرز نے اس پر اکتفا نہیں کیا ۔ بلکہ جو مکان نیا تعمیر کیا تھا اس کی بھی ساتھ ہی وصیت کردی اور حصّہ آمد کے ساتھ ساتھ حصّہ جائیداد بھی ادا کرنے لگے ۔

عمر کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ ان کے قویٰ میں وہ سکت اور ہمّت نہ رہی جو جوانی میں تھی لہٰذا ان کا کاروبار ماند پڑنے لگا اور پہلے جیسی آمدنہ رہی ۔ مگر وہ جو کچھ بھی کماتے اس کا حصّہ آمد باقاعدگی سے ادا کرتے رہے اور حصّہ جائیداد میں سے بھی کچھ رقم ہر ماہ ادا کر دیتے ۔ ان کا حصّہ جائیداد کل سولہ سو ۱۶۰۰ لیون تھا ۔ جس میں سے ۶۰۰/- لیون انہوں نے ادا کر دیئے جو ان کی ہمّت سے بڑھ کر تھا ۔ دوسری طرف ان کے بچّے ان کا ساتھ نہیں دے رہے تھے وہ تو پہلے ہی ناراض تھے کہ باپ نے جائیداد کا بیشتر حصّہ مشن کو دے دیا ہے ۔ اس وجہ سے الحاج روجرز بہت ہی متفکّر رہتے کہ حصّہ جائیداد کس طرح ادا کروں گا ۔

خاکسار نے ان کی یہ حالت دیکھ کر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمتِ اقدس میں درخواست کی کہ الحاج علی روجرز کی سابقہ قربانیوں کو مدّنظر رکھتے ہوئے ان کا بقیّہ حصّہ جائیداد معاف کردیا جائے ۔ جب میں ۱۹۸۲ء کے جلسہ سالانہ پر ربوہ گیا تو وہاں بالمشافہ بھی حضور انور سے اس بارہ میں درخواست کی ۔ حضور نے فرمایا کہ جا کر تفصیلی رپورٹ ارسال کریں ۔ پھر دفتر کی طرف سے چٹھی ملی کہ الحاج علی روجرز کی سابقہ جائیداد جو انہوں نے مشن کو دی ہے ۔ اس کی تفصیل مع قیمت کے ارسال کریں تاکہ حضور کی خدمت میں پیش کی جائے ۔ چنانچہ خاکسار نے مطلوبہ معلومات ارسال کردیں جس پر حضور انور نے از راہِ شفقت و نوازش اُن کا بقیّہ حصّہ جائیداد معاف فرما دیا ۔ اور دفتر کو انہیں مندرجہ ذیل سرٹیفکیٹ جاری کرنے کا ارشاد فرمایا :-

"پیارے الحاج السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ،

اُمید ہے یہ خط آپ کو بحالتِ صحت ملے گا ۔ جیسا کہ اس سے قبل امیر جماعت سیرالیون کو لکھا جا چکا ہے میں آپ کو یہ خوشخبری پہنچاتے ہوئے خوشی محسوس کرتا ہوں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے از راہِ شفقت و مہربانی آپ کو ان خوش قسمت اور خاص ممبران جماعت میں شامل کیا ہے جو اپنی زندگی کو اسلام کی راہ میں وقف کئے ہیں ۔

آپ کی مالی اور دوسری قربانیاں جو آپ نے وصیّت کرنے سے قبل پیش کی ہیں ۔ حضور نے ان کو

زیرِ غور لاتے ہوئے جزاکم اللہ فرمایا ہے اور آپ کے لئے سرٹیفکیٹ جاری کرنے کا ارشاد فرمایا ہے۔
اگر آپ اپنا حصہ جائیداد نہ بھی ادا کر سکیں گے تو اس کو ادا شدہ ہی شمار کیا جائے گا۔ اور بعد وفات آپ کے بہشتی مقبرہ میں دفن ہونے میں کوئی روک نہیں ہوگی۔

مَیں آپ کو اس خوشخبری پر مبارکباد عرض کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ پر اپنی رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائے اور دُنیا و آخرت میں آپ پر راضی ہو آمین۔

اس خبر اور حضور کی ذرہ نوازی سے جب انہیں اطلاع دی گئی تو وہ خوشی سے پھُولے نہیں سماتے تھے اور خدا تعالیٰ کا بار بار شکر ادا کرتے کہ اس نے ان کی زندگی میں اس اہم فریضہ سے سرخرو ہونے کے سامان پیدا فرما دیئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے مئی ۱۹۷۰ء میں سیرالیون کا جو تاریخی دورہ فرمایا اس دوران "بو" میں پرانی مسجد کے ملحقہ قطعہ زمین میں نئی مسجد کا سنگِ بنیاد بھی رکھا۔ گو ایک سال تک مالی مشکلات کی وجہ سے مسجد کی تعمیر کا کام شروع نہ ہو سکا۔ تاہم ۱۹۷۱ء کے آخیر میں یہ کام شروع کیا گیا اور مکرم مبارک احمد صاحب نذیر پرنسپل احمدیہ سیکنڈری سکول جورو جو اَب نیوٹن سکول کے پرنسپل ہیں، نے اس کام کی نگرانی کا ذمہ لیا۔ اور خدا تعالیٰ پہ توکل کرتے ہوئے تھوڑی سی رقم سے یہ کام شروع کر دیا گیا۔ خدا تعالیٰ نے اس میں ایسی برکت ڈالی اور ہر قدم پہ اس کی تائید و نصرت کے ایسے نظارے نظر آتے کہ ہم حیران تھے کہ یہ پیسے کہاں سے آرہے ہیں اور کسی مرحلہ پہ بھی کام رُکنے نہ پایا اور دیکھتے ہی دیکھتے مسجد کی دیواریں اونچی ہونے لگیں۔ اس خیال سے کہ مسجد تنگ نہ ہو جائے یہ تجویز ہوُا کہ چھت سے قبل اندر ایک گیلری ڈال دی جائے جو مستورات کے لئے ہوگی۔ چنانچہ اس غرض کے لئے ایک جماعتی وقارِ عمل بلایا گیا جس میں "بو" جماعت کے ہر مرد و زن اور بچّوں تک نے حصہ لیا اور کنکریٹ ڈالنے کے لئے رات کے بارہ بجے تک مسلسل کام کیا۔ جب یہ کام مکمّل ہو گیا تو دوست تھکے ماندے گھروں کو چلے گئے۔ ہم مبلغین بھی مشن ہاؤس میں جا کر آرام کرنے لگے۔ قریباً ایک بجے رات مجھے اچانک باہر سے کسی کے رونے کی آواز سنائی دی میں باہر نکلا تو کوئی شخص نظر نہ آیا۔ پھر مَیں نے مسجد کی طرف جب نگاہ کی تو دیکھا کہ گیلری کی چھت پہ الحاج علی روجرز نفل ادا کر رہے ہیں اور نہایت گریہ وزاری سے دُعا میں مشغول ہیں۔ مَیں یہ نظارہ دیکھتا رہا پھر جب آپ فارغ ہو کر نیچے اُترے تو مَیں نے انہیں پوچھا یہ کیا ہو رہا تھا۔ تو الحاج روجرز کہنے لگے کہ میری زندگی کی یہ ایک بہت بڑی خواہش تھی کہ "بو" میں جماعت کی ایک عمدہ اور خوبصورت مسجد کی تعمیر دیکھ لوں۔ چنانچہ آج جب خدا تعالیٰ نے میری اس خواہش کے پورا ہونے کے سامان پیدا فرما دیئے ہیں تو مجھ سے رہا نہیں گیا اور مَیں نے شکرانے کے دو نفل ادا کئے ہیں اور خدا تعالیٰ سے التجا کی ہے کہ وہ ہمیں اس خانۂ خدا کو جلد مکمّل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اَب وہ مسجد خدا تعالیٰ کے فضل سے ہر لحاظ سے مکمّل ہو چکی ہے۔ جو اپنی خوبصورتی اور ڈیزائن کے لحاظ سے

سیرالیون میں بہترین مسجد شمار ہوتی ہے اور الحاج علی روجرز کو خداتعالےٰ نے اس کی تکمیل تک زندہ رکھ کر ان کی خواہش کو واضح رنگ میں پورا فرمادیا ہے ۔

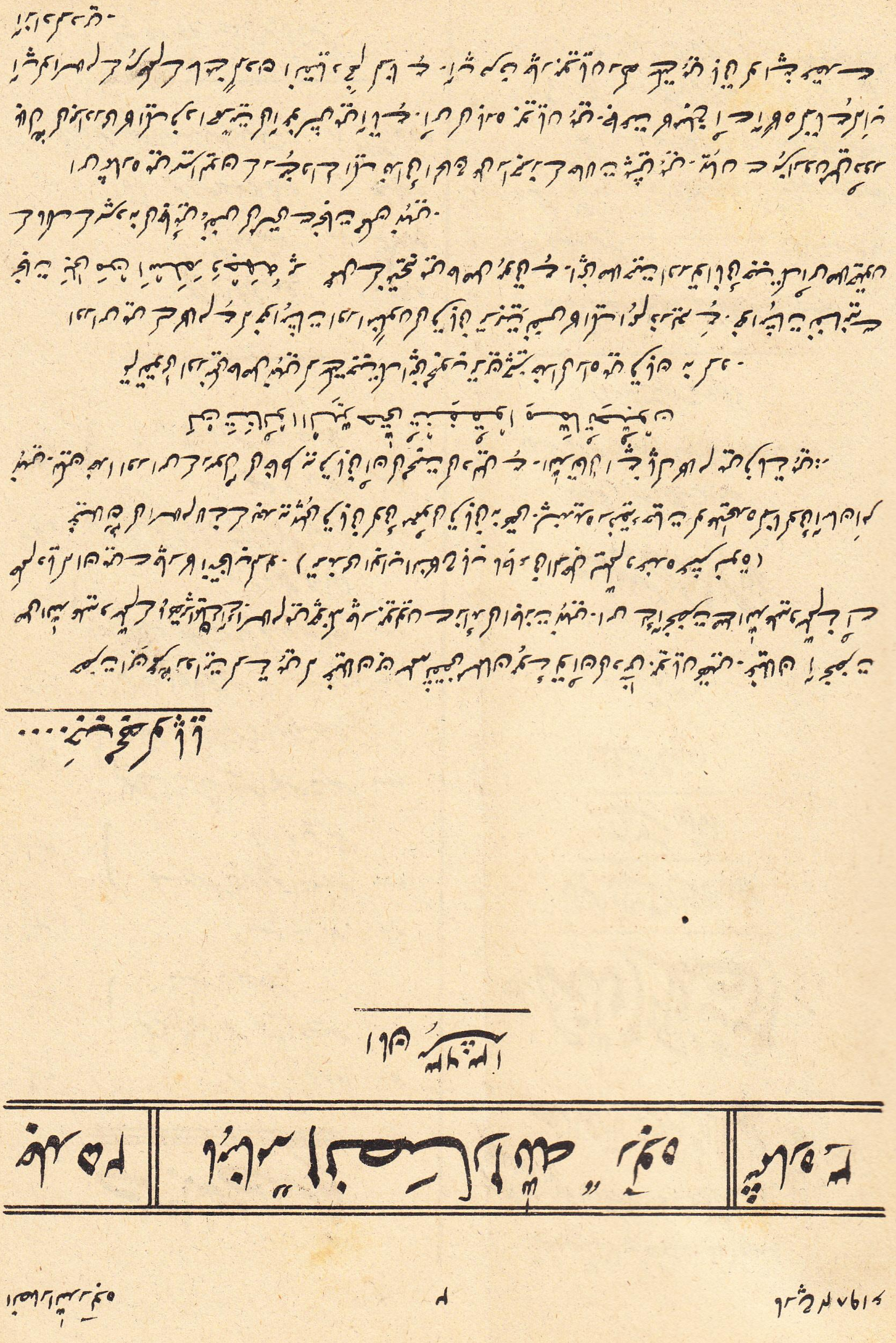
نومبر ۱۹۸۲ء میں حضور انور کی اجازت سے اس کے افتتاح کی سعادت خاکسار کو نصیب ہوئی

الحاج علی روجرز صاحب کی عمر اب نوّے ۹۰ سال سے تجاوز کر چکی ہے ۔ لیکن پھر بھی یہ نحیف و لاغر انسان جس کی ٹانگیں چلتے وقت لڑکھڑاتی نظر آتی ہیں ۔ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتے ہوئے باقاعدہ مسجد میں نماز باجماعت کیلئے آتے ہیں ۔
آپ ایک نہایت ہی متواضع اور مہمان نواز شخص ہیں ۔ خاکسار جب بھی "بو" جاتا ہے تو حسبِ توفیق وہ اپنے گھر سے کھانا بھجواتے ہیں ۔ بلکہ وہاں جو شخص مبلغ ہو اس کے لئے بھی اکثر اوقات پہلے کھانا بھجوائیں گے اور پھر آہستہ آہستہ خود بھی چلے آئیں گے تاکہ مشن ہاؤس میں مبلغ یا مبلغین کے ساتھ مل کر کھانا کھائیں ۔
آپ کو خدا تعالےٰ نے حج بیت اللہ کی بھی توفیق عطا فرمائی اور پھر جلسہ سالانہ ربوہ میں بھی شرکت کی توفیق بخشی جس پر انہیں بجا فخر ہے ۔ جلسہ سالانہ ۱۹۷۵ء کے موقع پر ربوہ کے جلسہ سے پہلے قادیان کے جلسہ میں بھی شریک ہوئے اور وہاں کے سب مقدس مقامات کی زیارت کا شرف پایا ۔

الحاج علی روجرز صاحب کو جس طرح حج بیت اللہ کی سعادت اور شرف عطا ہوا وہ بھی بڑی ایمان افروز بات ہے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کی اس خواہش کو پورا فرمایا ۔ مالی مشکلات کی وجہ سے وہ حج کرنے کی دیرینہ خواہش پوری کرنے سے بالکل قاصر تھے ۔ ۱۹۵۸ء میں جب مولوی محمد صدیق صاحب امرتسری ، الحاج چیف قاسم کمانڈا آف ریاست وانڈو اور لوکل احمدی معلم پاسوری بانگورا حج بیت اللہ کے لئے "بو" سے ارضِ مقدسہ کو روانہ ہوئے تو الحاج علی روجرز صاحب بھی انہیں فری ٹاؤن تک الوداع کرنے کے لئے ان کے ساتھ ہی روانہ ہوئے ۔

اتفاقاً جس کار میں ہمارے بزرگ معلم پاسوری بانگورا سوار تھے ۔ اسے فری ٹاؤن سے کوئی تیس ۳۰ میل ورے شدید حادثہ پیش آگیا اور معلم پاسوری بانگورا شدید زخمی ہونے کی وجہ سے حج کے لئے سفر کرنے کے قابل نہ رہے ۔ پاسوری بانگورا چیف قاسم کمانڈا صاحب کے داماد تھے ۔ انہیں ہسپتال داخل کرانا پڑا ۔ ان کی خواہش تھی کہ پاسوری بانگورا کی بجائے کوئی اور مخلص اور دُعاگو بھائی اُن کے خرچ پر حج کو ان کے ساتھ چلا جائے ۔ چنانچہ مولوی محمد صدیق صاحب امرتسری لوکل امیر کی تجویز پر پھر معلم پاسوری بانگورا کی بجائے چیف قاسم اور مولوی صاحب کے ہمراہ مکرم الحاج علی روجرز صاحب کو فوری طور پر حج کے سفر کے لئے تیار کیا گیا ۔ اور یوں مخالف حالات کے باوجود ان کی خواہش کے مطابق انہیں بھی اللہ تعالیٰ نے حج بیت اللہ اور زیارتِ روضۂ نبوی کی سعادت عطا فرمادی ۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۔

اللہ تعالیٰ ان کی صحت و عمر میں برکت ڈالے اور ان کی قربانیاں قبول فرماتے ہوئے انہیں اجرِ عظیم سے نوازے اور انجام بخیر فرمائے ۔



فہرست معطی حضرات برائے تعمیر گیسٹ ہاؤس انصار اللہ (نیا بلاک)

(قسط نمبر ۱۲)

گیسٹ ہاؤس انصار اللہ کے نئے بلاک کے لئے مبلغ تین صد یا اس سے زائد رقوم ادا کرنے والے معطی حضرات کی قسط نمبر ۱۲ ذیل میں شائع کی جارہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب احباب کے اموال و نفوس میں برکت بخشے اور ہر آن اپنے فضلوں سے نوازتا رہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مہمانانِ کرام کے قیام میں سہولت کے لئے یہ تعاون قابلِ قدر اور قابلِ تقلید ہے۔ (قائد مال مجلس انصار اللہ مرکزیہ۔ ربوہ)۔

۱۔ مکرم چوہدری محمد اسحٰق صاحب ۱۰۲ ر۔ب بڈھیوالہ ضلع فیصل آباد ۳۱۳۔۰۰ روپے

۲۔ ” ملک جلال دین صاحب مورو ضلع نواب شاہ ۳۰۰۔۰۰ ”

۳۔ ” چوہدری منظور احمد صاحب زعیم انصار اللہ گوٹھ احمد پور ضلع سانگھڑ ۳۰۰۔۰۰ ”

۴۔ ” صوفی غلام رسول صاحب گوٹھ احمد پور ضلع سانگھڑ ۳۰۰۔۰۰ ”

۵۔ ” بریگیڈیر (ریٹائرڈ) اعجاز احمد صاحب ڈیفنس ہاؤسنگ سوسائٹی کراچی ۱۰۰۰۔۰۰ ”

۶۔ ” کلیم اللہ خان صاحب صدف آٹوز ” ” ” ۴۰۰۰۔۰۰ ”

۷۔ ” چوہدری انور احمد صاحب راولپنڈی ۳۰۰۔۰۰ ”

۸۔ ” چوہدری شبیر حسین صاحب سنوری مرحوم منجانب لطیف احمد صاحب سنوری بیت الکریم مری روڈ راولپنڈی ۳۰۰۔۰۰ ”

۹۔ ” ناصر احمد صاحب منجانب والد مولوی عبدالخالق صاحب چک سکندر ضلع گجرات ۳۰۰۔۰۰ ”

۱۰۔ ” چوہدری دین محمد صاحب مرحوم سابق امیر جماعت اٹھوال گورداسپور منجانب پسر مکرم چوہدری منیر احمد صاحب اٹھوال محمد آباد ضلع تھرپارکر ۳۰۰۔۰۰ ”

۱۱۔ ” چوہدری عنایت علی صاحب مرحوم امرانہ خورد ہوشیارپور منجانب پسر چوہدری علی صاحب ۲۷۴ ج۔ب فیصل آباد ۳۱۳۔۰۰ ”

۱۲۔ ” چوہدری ظفر احمد خانصاحب دارالصدر شمالی ربوہ ۳۰۰۔۰۰ ”

۱۳۔ ” رحمت علی صاحب دارالعلوم شرقی ربوہ ۵۰۰۔۰۰ ”

۱۴۔ ” الہ داد صاحب مرحوم منجانب پسر چوہدری بشیر احمد صاحب چک ۱۸ بھوڑو ضلع شیخوپورہ ۳۰۰۔۰۰ ”

۱۵۔ ” منشی عبدالرحیم صاحب شہید سنوری و اہلیہ صاحبہ شہید منجانب پسر چوہدری شریف احمد صاحب حیدرآباد ۳۰۰۔۰۰ ”

۱۶۔ ” چوہدری شریف احمد صاحب و بیگم چوہدری شریف احمد صاحب سنوری حیدرآباد ۳۰۰۔۰۰ ”

۱۷۔ ” امام الدین صاحب ٹھیکیدار دارالصدر شمالی ربوہ ۳۰۰۔۰۰ ”

([illegible])

[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]

بچوں کا صفحہ

ہمارے شاعر "حسن رہتاسی"

پیارے بچو! جہلم میں ایک بہت پرانا قصبہ رہتاس ہے۔ جہاں ایک بہت پرانا قلعہ ہے۔ اس مشہور قصبہ میں جماعت کے ایک بہت نامور شاعر حسن رہتاسی پیدا ہوئے۔ وہ بہت عظیم شاعر تھے۔ بے تکلف شعر کہتے تھے۔ داڑھی میں مہندی لگاتے۔ سر پر بڑے بڑے بال رکھتے۔ جیسے ہم پٹے کہتے ہیں۔ انہوں نے کبھی کوئی شعر نہیں لکھا تھا اور کہا کرتے تھے مَیں نے جو شعر کہے ہیں۔ مجھے زبانی یاد ہیں۔ فی البدیہہ بھی بہت اچھا کلام کہتے تھے۔ اُن کا ایک دیوان "کلام حسن" کے نام سے چھپ چکا ہے۔

عزیز بچو! آج ہم آپ کو اُن کے چند اشعار سُناتے ہیں۔ آپ کوشش کیا کریں کہ پاکیزہ اشعار یاد کریں۔ ایسے شعر جن کے سننے اور یاد کرنے سے آپ کے دل میں اللہ اُس کے رسول اور اسلام کی محبت ترقی کرے۔ تم بیت بازی کا مقابلہ کرو تو اچھے پاکیزہ اشعار پیش کیا کرو۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اشعار۔ آپ کے خلفاء کے اشعار حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کا کلام۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ شعر تو آپ سب کو یاد ہوگا۔

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نُور سارا　∴　نام اس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے

اور آپ کا یہ شعر:۔

حاجتیں پُوری کریں گے کیا تری عاجز بشر　∴　کر بیاں سب حاجتیں حاجت رَوا کے سامنے

ہاں تو بچو آج ہم آپ کو حسن رہتاسی صاحب کے چند اشعار سناتے ہیں۔ آپ کہتے ہیں:۔

حصاروں، ریگزاروں، کوہساروں، آبشاروں تک
پیاروں، جاں نثاروں، تاجداروں، خاکساروں تک
غرض پورب سے پچھم تک اُدھر اُتر سے تا دکھن
تیری تبلیغ پہنچاؤں گا دُنیا کے کناروں تک

بچو! دیکھو کس خوبصورتی سے حسن صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام "مَیں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا" کو استعمال کیا ہے۔ آپ کی ایک اور رباعی بھی سنو اس میں قرآنی آیت اور آپ کے

[illegible] (١٩١٥) [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ہر احمدی دِل سے دُعائیں اُٹھیں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۱۹۸۴ء کے پہلے جمعہ کے خطبہ میں فرمایا:۔

"یہ ہے وہ عرب قوم جو سب دُنیا کی محسن ہے۔ اور عربوں ہی کا احسان ہے کہ اسلام ہم تک پہنچا۔ اور نبی اُمّی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلّم عرب تھے، اگر کوئی اور وجہ نہ ہوتی تو یہی ایک وجہ کافی تھی کہ ہم اِس قوم سے محبّت کریں اور اِس کیلئے دعائیں کریں اور جس رُوح اور جذبہ کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اُن کو سلام بھیجے ہیں اور دُعائیں دی ہیں اُسی رُوح اور اُسی جذبہ اور اُسی تڑپ کے ساتھ ہم ان کو سلام بھیجیں جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حمامہ بڑے شوق اور محبّت سے سلام کے تحفے اپنی منقار میں لئے ہوئے اس طرف روانہ ہوئی تھی۔ آج ہر احمدی دِل سے دُعائیں اُٹھیں اور عرب کی سرزمین پر رحمتوں کی بارشیں بن کر برسنے لگیں۔ اللہ تعالیٰ اس قوم کو ہر ابتلاء سے محفوظ رکھے اسے نُورِ ہدایت سے منوّر کرے، ان کے دُکھ دُور فرمائے۔ ان سے بخشش اور عفو کا سلوک فرمائے اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلّم کے صدقے ان پر رحمتوں کی بارش برسائے۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔"

(روزنامہ الفضل ۲۶، فروری ۱۹۸۴ء)

علی راجمز ایک ایک بیوی کو بلاتے ہیں آنکھ سے آنسو رواں ہیں۔ اُن کے ہاتھ میں نقدی تھماتے ہیں اور کہتے ہیں آج سے مَیں آپ کو رخصت کرتا ہوں۔ میں اسلام لے آیا ہوں۔ اور آٹھ بیویوں کو اپنے سے جدا کرتے ہیں۔ اُن کی کسی ناپسندیدہ حرکت کی وجہ سے نہیں۔ قلبی نفرت کی بناء پہ نہیں۔ صرف اس لئے کہ ان کے خدا اور اس کے برگزیدہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے چار سے زائد بیویاں رکھنے کی اجازت نہیں دی۔

وہ اپنی زندگی میں مکان تعمیر کرتا ہے۔ ابھی اُس میں رہنا بھی نصیب نہیں ہوتا کہ سلسلہ کی ضروریات کی بناء پر وہ خدا کی راہ میں مکان پیش کر دیتا ہے۔

اس کے علاقہ میں مسجد تعمیر ہوتی ہے۔ احباب خانہ خدا کی تعمیر وقارِ عمل سے کرتے ہیں۔ جب کام ختم کر کے احباب تھک کر چُور ہو کر گھروں کو آرام کے لئے جاتے ہیں تو زیرِ تعمیر مسجد میں علی راجمز سجدہ کناں ہو کر سسکیاں بھرتا ہے۔ انچارج مشنری اس گریہ وزاری کی وجہ دریافت کرتے ہیں تو وہ یوں گویا ہوتے ہیں۔ میری بڑی خواہش تھی کہ یہاں مسجد تعمیر ہو۔ الحمدللہ کہ آج میرا خواب پُورا ہُوا۔

وہ جماعت کے پریس کے لئے پانچ سو پونڈ کی رقم دیتا ہے۔ مبلغ جنگلوں میں سے ہوتا ہُوا کئی میل دُور یہ رقم وصول کرنے کے لئے اُن کے پاس پہنچتا ہے۔ وہ رقم پیش کر کے ان کو بحفاظت پہنچانے کے لئے اُن کے ساتھ ہو لیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ جب کسی مامور یا مُصلح کو دُنیا میں بھیجتا ہے تو اس کی رفاقت کے لئے ارواح کا انتخاب بھی خود فرماتا ہے اور یہ خدائی انتخاب ضمانت ہوتا ہے اس اَمر کا کہ اس پیغام کی اشاعت یہ ہر قیمت پر کریں گے۔

یہ تاثیر ہے جو احمدیّت نے پیدا کی۔ دلوں میں خدا اور اس کے برگزیدہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پیدا کر دی۔ دُنیا کی محبت سرد کر دی۔ قربانی کا جذبہ پیدا ہو گیا۔ آخرت پر نظر جم گئی۔ خدا کی رضا مقصودِ حیات بن گئی اور اُن سے وہ محیر العقول کارنامے سرزد ہوئے کہ عقل انگشت بدنداں ہے۔

کہتے ہیں آج کے دَور میں نسلی خلا پیدا ہو گیا ہے۔ نئی نسل اور پرانے لوگوں میں ایک خلاء ہے۔ لیکن ہمیں تو اُس نسل کی ضرورت ہے۔ جو غیلان بن سلمہ ثقفی اور الحاج علی راجمز کے کردار کا مظاہرہ کرے۔ جو قربانی کے اس معیار کو قائم رکھے جو اپنی خواہشات خدا اور اُس کے رسولؐ کی رضاء کے حصول کے لئے تج دے۔ کہ اسلام کی سرفرازی اسی میں ہے۔ خدا کی رضا کا یہی طریق ہے۔ یہی وہ موت ہے جس کے بعد زندگی نصیب ہوتی ہے۔

اَے کاش نئی نسل اس کی لذّت سے آشنا ہو جائے۔ وہ آگے بڑھے۔ وہ خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبّت کے لئے اس خلاء کو شاہزادہ عبداللطیف کی طرح جست لگا کر پُر کر دے کہ جس کی برق رفتاری کو مسیح پاک علیہ السّلام نے اس طرح داد دی۔ ؎

بنگر ایں شوخی ازاں شیخ عجم ❊ ایں بیاباں کردہ طے از یک قدم

اسلام کی صداقت کا ایک نشان

تینتیس کتابوں کا مصنف پنڈت لیکھرام پیدا تو سید پور تحصیل چکوال ضلع جہلم میں ہوا۔ لیکن کہلایا وہ پشاوری کہ پشاور میں اس کے چچا گنڈارام پولیس میں ملازم تھے۔ اس کا طرز تحریر بڑا دل آزار اور سخت تھا مسلمانوں نے دہلی کے ڈپٹی کمشنر کی عدالت میں اس کے خلاف دعوے بھی کیا۔ لیکن بے سود۔

خود آریہ زعماء کو یہ تسلیم ہے کہ مسلمانوں کو اس کی تند تحریروں کے خلاف بہت شکایت تھی۔ لیکھرام کا دیباچہ نگار منشی رام جو بعد میں سوامی شردہانند کہلایا۔ کلیات آریہ مسافر کے دیباچہ میں لکھتا ہے:۔

"ویدک دھرم کے مخالفوں نے عام طور پر مشہور کر رکھا ہے کہ پنڈت لیکھرام جی کا طرز بیان بہت ہی سخت اور اُن کی نکتہ چینیاں حدِ اعتدال سے بڑھی ہوا کرتی تھیں"

یہی آریہ سماجی قائد اپنے دیباچہ کلیات آریہ مسافر میں لکھتا ہے:۔

"عام طور پر محمدی بھائیوں کی مخالفت کا باعث یہ ہے کہ اُن کے مذہب کو موجودہ زمانہ میں پنڈت لیکھرام سے بڑھ کر کسی شخص نے بھی دھکا نہیں لگایا"

اس کی زبان اسلام اور بانئے اسلام فداہ ابی و امّی کے خلاف تلوار کی طرح بے نیام رہتی۔

اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی کتاب براہین احمدیہ جس کے بارہ میں اہل حدیث کے راہنما مولوی محمد حسین نے کہا تھا کہ چودہ سو سال میں ایسی کتاب حقانیتِ اسلام پر نہیں لکھی گئی، کا جواب پنڈت لیکھرام نے تکذیب براہین احمدیہ کے نام سے لکھی۔

آریہ مت کے نمائندہ کی حیثیت سے اُس کا سامنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ہوا۔ سوامی شردہانند لکھتا ہے:۔

"پنڈت لیکھرام جی پشاور سے لاہور کی طرف چلے آئے اور فیروزپور میں آریہ گزٹ کی ایڈیٹری کا کام اپنے ذمہ لیا۔ مرزا غلام احمد کی تصانیف کو ملاحظہ کرنے کا انہیں موقعہ ملا۔ اور سچے دھرم کی عظمت کو ظاہر کرنے کے جوش نے انہیں مرزا صاحب سے خط و کتابت کرنے کے لئے مجبور کیا"

جب کچھ آریہ سماج قائدین کی طلب پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پسر موعود کی پیشگوئی کی اور مقابل نشان نمائی کا مطالبہ کیا۔ اس کا کچھ ذکر ہم پچھلے شمارہ میں کر آئے ہیں۔ تو پنڈت لیکھرام نے اس خدائی نشان کا منہ چڑایا۔ اس کے مقابل حضور کی عبارتوں کو بگاڑ کر تمسخر کا رنگ اختیار کیا۔ لیکن چونکہ اس نے یہ بھی کہا تھا کہ مجھے خدا نے یہ کہا ہے کہ "مرزا صاحب کی ذریّت جلد منقطع ہو جائے گی" اور براہین احمدیہ کے جواب کے آخر میں لکھا۔

دروغ گو را تا بدروازہ رسانید — کہ جھوٹے کو اس کے گھر تک پہنچایا جائے۔ (نعوذ باللہ)

اسلام کے نمائندہ نے اسلام کی صداقت کے اظہار کے لئے خدا سے التجاء کی خدا نے آپ کی دُعا کو قبول فرمایا خدا سے خبر پاکر آپ نے دُنیا کو اطلاع دی۔ عربی عبارت کا ترجمہ درج ذیل ہے :۔

"خدا اور اسی کے رسولؐ کے دشمن لیکھرام کے بارہ میں اللہ نے میری دُعا کو قبول فرمایا اور مجھے خبر دی ہے کہ یہ شخص ہلاک ہوگا۔ یہ خدا کے نبی کی شان میں زبان طعن دراز کرتا تھا۔ اس لئے مَیں نے اس کے خلاف خدا سے دُعا کی۔ اس پر میرے خدا نے مجھے خبر دی کہ یہ چھ سالوں میں ہلاک ہوگا۔ اور نشان طلب کرنے والوں کے لئے یہ ایک نشان ہوگا۔" (کرامات الصادقین)

مُصلح موعود کا نشان اپنوں اور بیگانوں کے لئے جمالی اور رحمت کا نشان تھا تو لیکھرام کا نشان خدا کے جلال کا اظہار اور وعید تھی۔ آئینہ کمالاتِ اسلام میں اس نشان کا ذکر کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں :۔

"اگر اس شخص پر چھ برس کے عرصہ تک آج کی تاریخ سے یعنی ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء سے کوئی ایسا عذاب جو معمولی تکلیفوں سے نرالا اور خارق عادت ہو۔ اور اپنے اندر ہیبتِ الٰہی رکھتا ہو۔ نازل نہ ہو تو سمجھو کہ مَیں خدا کی طرف سے نہیں۔" (آئینہ کمالاتِ اسلام)

آپ نے لیکھرام کو مخاطب ہو کر فرمایا :۔ ؎

الا اے دشمنِ نادان و بے راہ　　بترس از تیغِ بُرّانِ محمدؐ

اے نادان اور گمراہ دشمن تو محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم کی چمکدار کاٹ کرنے والی تلوار سے ڈر۔

اور پھر دُنیا نے دیکھا کہ خدا کی یہ تلوار چھ مارچ ۱۸۹۷ء کی شام لیکھرام کے پیٹ میں اُتر گئی۔ اسے فوراً ہسپتال پہنچایا گیا۔ انگریز سرجن نے اپریشن کیا۔ لیکن دو بجے لیکھرام خدا کے حضور حاضر ہوگیا۔

آریہ قادین کی تحریروں کے مطابق کسی نے قاتل سے چھُری چھیننے کی کوشش کی۔ یہ واقعہ بالائی منزل پر ہوا۔ قاتل نیچے نہیں اُترا۔ نہ جانے کہاں گیا۔ یہ بھی کہا گیا کہ وہ ایک کمرہ میں چھپ گیا۔ کمرہ کو کنڈی لگا دی گئی لیکن تلاش کرنے پر قاتل آج تک نہیں مل سکا۔

ہندو قوم اس ملک میں انگریز کے بعد اپنے آپ کو سب سے بڑی قوّت سمجھتی تھی۔ اثر و رسوخ انہیں بے پناہ حاصل تھا۔ وہ خود لکھتے ہیں کہ :۔

"گورنمنٹ کو مدّت سے معلوم تھا کہ پنڈت لیکھرام پر مخالفوں کی طرف سے ہر طرح کے حملے ہوں گے۔ اس لئے پولیس کو خفیہ ہدایت رہتی تھی کہ ہر جگہ اُن کی حفاظت مدِّنظر رکھیں۔" (دیباچہ کلیات آریہ مسافر)

وہ لکھتا ہے :۔

"حجۃ الاسلام کی تیاری کے وقت محمدی دُنیا نے بے اختیار ہو کر پنڈت لیکھرام کو قتل کی دھمکیاں

دینی شروع کر دی تھیں"

شاید شردھانند یہ ثابت کرنا چاہتا ہے کہ کسی انسان کے ہاتھ کا یہ کام تھا۔ لیکن اس سے یہ روزِ روشن کی طرح واضح ہے کہ ہندو قوم بیدار تھی۔ حکومت اور وہ دونوں مستعد تھے لیکن آج تک وہ تلوار جو بے نیام ہوئی تھی پکڑی نہ جا سکی۔

آریہ سماج نے اس کا انتقام بعض مسلمان بچوں سے لیا۔ انہیں مٹھائی میں زہر دینے کی کوشش کی اور بعض نے ایک بار پھر کھسیانی بلّی کھمبا نوچے کے مترادف یہ کہا کہ مرزا صاحب نے لیکھرام کو سازش کے تحت مروایا ہے۔ اس پر آپ نے اعلان فرمایا۔

"میرے سامنے کوئی آریہ یہ قسم کھائے۔ میں یقیناً جانتا ہوں کہ یہ شخص قتل میں شریک یا اس کے حکم سے واقعۂ قتل ہوا ہے۔ پس اگر یہ صحیح نہیں ہے۔ تو اے قادر خدا ایک برس کے اندر مجھ پر وہ عذاب نازل کر جو ہیبت ناک عذاب ہو۔ مگر کسی انسان کے ہاتھوں سے نہ ہو۔ اور نہ انسان کے منصوبوں کا اس میں کچھ دخل متصور ہو سکے۔ پس اگر یہ شخص ایک برس تک میری بددعا سے بچ گیا۔ تو میں مجرم ہوں اور اس سزا کے لائق جو ایک قاتل کے لئے ہونی چاہیئے۔

اب اگر کوئی بہادر کلیجہ والا آریہ ہے جو اس طور سے تمام دنیا کو شبہات سے چھڑا دے......

اگر خدا نے اس کو ایسے عذاب سے ہلاک نہ کیا جس میں انسان کے ہاتھوں کی آمیزش نہ ہو تو میں کاذب ٹھہروں گا۔" (سراج منیر ص۲۷)

کہتے ہیں جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے —— آپ دیکھئے کس طرح یہ نشان عظیم سے عظیم تر ہوتا چلا گیا۔

لیکھرام نے کلیات آریہ میں لکھا تھا کہ مجھے خدا نے خبر دی ہے مرزا صاحب کی ذرّیت جلد منقطع ہو جائے گی اُدھر خدا نے آپ سے فرمایا تھا۔ اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَ الْاَبْتَر۔ تیرا دشمن بے نسل رہے گا — چنانچہ لیکھرام کا اکلوتا لڑکا بچپن میں جالندھر میں فوت ہوا۔ دُنیا کے غم سہنے۔ طعن سننے کے لئے اُس کی بیوی لکشمی دیوی چومری کے کسی پہاڑی گاؤں کی رہنے والی تھی۔ تپ دق کے جان گسل مرض سے اس دُنیا سے رخصت ہوئی۔ اُس کے سامنے لیکھرام کی تعریف میں ہندو بھجن گاتے تو اُسے غش آ جاتا۔ اُسے آریہ سماجی جلسوں میں لے جاتے۔ لیکھرام کے جیون چرتر بیان کرتے تو وہ بے ہوش ہو جاتی۔ اس پر کہا گیا اس کے سامنے یہ واقعہ بیان نہ کیا کرو — شردھانند لکھتا ہے :-

"دن رات کا رنج کھانے پینے کے قابل انسان کو نہیں چھوڑتا۔ بدن اس کا سوکھ کر کانٹا ہو گیا۔ اور معمولی سامانِ رہائش میں بھی صفائی کا خیال تک نہیں رہا تھا۔ معلوم ہوتا ہے سوائے غم اور فکر کے ان کا کوئی بھی ساتھی نہیں ہے۔"

لے سخت پیٹ درد رہتا۔ پیٹ میں نفخ ہو جاتا۔ پچکاری کے بغیر فراغت نہ ہوتی ــــ سوامی جی لکھتے ہیں:۔

"جس قدر کشٹ اِس دیوی نے برداشت کئے اُن کا آریہ مسافر کے پڑھنے والے (آریہ مسافر سے مراد پنڈت لیکھرام ہے ــ ناقل) کیا اندازہ لگا سکتے۔"

اس کے بعد وہ لکھتے ہیں:۔

"ایک دیوی اپنی شبھ اچھیا کو پورا نہ کر سکی" یعنی اپنی نیک خواہشات کو پورا نہ کر سکی۔

آپ نے دیکھا کس طرح اسلام اور بانیٔ اسلام کے خلاف زبانِ طعن دراز کرنے والے کا گھرانہ برباد ہوا۔ کس حسرت سے یہ دنیا سے رخصت ہوئے۔

یہ اسلام کی صداقت کا ایک زبردست نشان تھا جو بانیٔ سلسلہ کے ہاتھ پر ظاہر ہوا۔ اور ہمیشہ ہمیش کے لئے اسلام کی صداقت پر مہرِ تصدیق ثبت کر گیا۔

ہمارا ایمان بڑھتا ہے کہ خدا آج بھی اسلام کی صداقت کے لئے معجزات کا صدور فرماتا ہے۔ بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے کیا خوب فرمایا:۔ ؎

کرامت گرچہ بے نام و نشاں است　٭　بیا بنگر ز غلمانِ محمدؐ

یقیناً خدا اسلام کو سرفراز اور غالب فرمائے گا روشن دلائل سے، تازہ نشانات سے۔

یومِ تاسیس

مسلمانانِ پاکستان اور جماعتِ احمدیہ کی تاریخ میں تئیس ۲۳ مارچ کا دن بھی ناقابل فراموش دن ہے۔ اسی دن لاہور میں قراردادِ پاکستان منظور کی گئی تھی۔ اس قرارداد کا نتیجہ مملکتِ پاکستان کی صورت میں ظاہر ہوا۔ اس قرارداد کی یادگار وہ مینار ہے جو شاہی مسجد کے پہلو میں ایستادہ ہے۔ خدا کرے مسلمان اس مملکت کے قیام کی اغراض کو اپنے اعمال و اقوال سے پورا کرنے والے ہوں۔ اور اپنی مساعی اور نیک اعمال سے ملک کی مضبوطی کا باعث ہوں۔

اور اسی تاریخ کو لدھیانہ میں مسیح پاک علیہ السلام نے خدا سے حکم پا کر اسلام کی نشأۃ ثانیہ کی بنیاد رکھی تھی۔ وہ کارواں جو لدھیانہ سے چلا تھا آج بفضلہ تعالیٰ بہت دُور نکل گیا ہے۔ وہ قریہ قریہ، ملک ملک، شہر بشہر گھوم پھر گیا۔ اور آج دنیا کے متعدد ممالک میں اسلام کے ایسے جاں نثار اُس قافلہ میں شامل ہوئے جو دینِ متین اور خدا کے برگزیدہ رسول محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کی خاطر ہر قربانی کو ہیچ سمجھتے ہیں۔ وہ گداز دل، نمناک آنکھوں سے اسلام کے غلبہ کے لئے دُعائیں کرتے ہیں۔ لرزتے دل، کانپتے ہاتھوں سے ایمان و خلوص کی متاع اُس خالق کے حضور پیش کر رہے ہیں۔